بہدایۃ المناظرین فی مولد ختم المرسلین میری نظر سے گذرا اکثر مقام مورد کلام
پایا۔ قطع نظر اثبات مولد کلمات الحادیہ سے معمور ہے ❊ اور تحقیق حق اور
تدقیق صواب سے دور ❊ آنحضرت صلعم کی تعریف مین نصاریٰ کیطرح غلو واطرا
ہے ❊ بلکہ آپ کے عین خدا ہونے کی ندا ❊ جا بجا مولانا اسمعیل شہید
پر اعتراضات مردودہ کا ہجوم ہے ❊ اور حالت موجودہ کے بعض اماثل پر
کنایۃ بہتان وافترا کا ہجوم ❊ چونکہ رسالہ مذکورہ ان مزخرفات لاغیہ ❊
اور ہفوات واہیہ ❊ سے مشحون تھا ❊ اور عوام کالانعام کا اوس سے
دہوکا کہا جانا اور اوسکے فریب مین آجانا مظنون ❊ لہذا امتثالاً لحدیث من
رای منکم منکرا فلیغیرہ علی سبیل الاستعجال مع تلاطم الافکار وانتشار
البال مقامات ہجویہ کا جواب لکھدیا گیا اور بعض حکایات اور روایات ووقائع حمل
وغیرہ جو رسالہ مین منقول ہین مولف رسالہ سے اونکا ثبوت باسانید معتبرہ
مطلوب ہے چونکہ مولف رسالہ کے قول بلفظہ اٹھانے مین اونکا دعوی عوام
کے سمجھ مین نہین آتا۔ لہذا ہمنے اوسکا ماحصل لکھدیا ہے اور نیز دعاوی ہر ہر
صفحے کے علیحدہ علیحدہ لکھدیے گئے ہین تاکہ بعد وقوف کے اون کے دعاوی پر
جواب کا زیادہ انتظار کرنا نہ پڑے۔ اب تمامی اہل مولد کی خدمت مین عموماً
اور حضرت مولف رسالہ کی خدمت مین خصوصاً التماس ہے کہ رسالہ ہذا کو خالصاً
لوجہ اللہ الکریم بنظر انصاف وتجرد از اعتساف ملاحظہ فرمائین اگر موافق مذہب
اہل سنت وجماعت ہو تو قبول مین انکار اور چشم پوشی نفرمائین بلکہ آیۃ فبشر عبادی
الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کے مصداق نجائین وھذا ھو غایۃ

المامول وغاية المسئول وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب +

دعاوی ۵

پہلا دعوی یہ ہے کہ الاول والآخر والظاہر والباطن کو خدا تعالیٰ نے اپنی تعریف مین فرمایا اور اپنے حبیب خاص محمد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان صفات سے موصوف فرمایا اسکے ضمن مین دوسرا دعوی یہ ہے کہ جتنے خدا کے نام ہین سب آپ کی صفات ذاتی کی دلیل ہین۔ اسکی تمثیل مین تیسرا دعوی یہ ہے کہ رحیم کریم رؤف مؤمن مہیمن نور ہادی علیم حکیم حق یہ خدا کے نام ہین اور ان نامون سے الله تعالیٰ نے آپکو بھی نامزد فرمایا چوتھا دعوی یہ ہے کہ خدا بھی اول ہے اور آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم بھی اول ہین بدلیل اول ما خلق الله نوری پانچوان دعوی یہ ہے کہ آپ کی نبوت اول ہے بدلیل کنت نبیا وادم بین الماء والطین

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ ان صفات اربعہ اعنی الاول والآخر والظاہر والباطن کو بیشک خدا تعالیٰ نے اپنی تعریف مین بیان فرمایا ہے سورہ حدید مین ہے هو الاول والاخر والظاهر والباطن اور اسکے پہلے ہے سبح لله ما فی السموات والارض وهو العزيز الحكيم له ملك السموات والارض يحيى ويميت وهو على كل شئ قديرا اور اسکے بعد ہے وهو بكل شئ عليم لیکن یہ کہ الله تعالیٰ نے ان صفات سے اپنے حبیب حضرت محمد رسول الله صلی الله علیہ وعلی آلہ وسلم کو بھی موصوف فرمایا ہے مولف رسالہ نے اسکا کوئی ثبوت نہین دیا ہے

اور اگر آپکی شان مین ان کلمات کا اطلاق پایا جاے تو اس اطلاق مین انکے
وہ معنی ہرگز نہونگے اور نہ ہوسکتے ہین جو باریتعالی پر اطلاق کے وقت انکے
معنے ہوتے ہین - اور مولف کی عبارت موہم اسکے خلاف کے ہے یعنی اوس سے
ایہام اتحاد صفات خالق و مخلوق کا ہوتا ہے اور اس ایہام کا موید وہ شعر ہے
جو مولف نے سکے مین تحریر فرمایا ہے نظم اززبان من ہو الاول ہو الآخر
شنو ۔ کس نداند ابتدا و انتہاے مصطفی ۔ اور وہ مصرعہ جو مطلع مین لکھا ہے
مصرع پس بود احمد احد از روے این گفتار یا ۔ چونکہ اس قسم کے اطلاقات
و بیانات موہم شرک ہوتے ہین اور عوام کالانعام کی ضلالت کا باعث - اور
شارع نے ایہام شرک سے بھی منع فرمایا ہے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے خود اپنے کو انا سید ولد آدم فرمایا ہے جیسا کہ مسلم شریف مین موجود
ہے پر جسوقت مطرف بن عبد اللہ رض نے آپکو سید کہا تو آپنے فرمایا السید
ھو اللہ یعنی ہم درحقیقت سید نہین ہین بلکہ سید حقیقت مین خدا ہی ہے
ابو داود مین انکا قول یون مروی ہے قال انطلقت فی وفد بنی عامر
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید
ھو اللہ فقلنا و افضلنا فضلا و اعظمنا طولا فقال قولوا قولکم او بعض قولکم
و لا یستجرینکم الشیطان انتہی چونکہ مولف کی عبارت موہم خلاف عقیدہ سلف
و خلف ہے اسلیئے ہمکو تحقیق اس مقام کی لکھنی ضرور ہے تاکہ عوام مولف
کی اس عبارت سے دہوکا نہ کھائین پس واضح ہو کہ اگر مولف کی یہ عبارت
اپنے ظاہر معنی پر محمول ہو اور اسکی تاویل کچھہ نہ کیجاوے تو اس سے صفات

خالق کا عین صفات مخلوق ہونا لازم آتا ہے حالانکہ سلف سے خلف تک کسیکا
یہ عقیدہ نہین ہمیشہ سے تمام مسلمانونکا یہی عقیدہ رہا اور ہے کہ صفات خالق
مغائر صفات مخلوق ہین جسطرح ذات خالق مغائر ذوات مخلوقات ہے بدلیل
قولہ تعالی لیس کمثلہ شئ **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ صفات باریتعالی
قدیم ہین اور صفات مخلوقات حادث لیس جسوقت اون کلمات کا اطلاق جو صفات
خالق مین وارد ہین مخلوق پر آئیگا تو اوسوقت اون سے وہ معنے ہرگز مراد نہونگے
جو معنی اون سے اوسوقت مراد ہوتے ہین جبکہ اونکا اطلاق خدا یتعالی پر
ہوتا ہے مثلاً لفظ اول کا اطلاق جسوقت خدا یتعالی پر کیا جائیگا تو مراد اوس سے
معنے حقیقی ہونگے یعنی اولیت حقیقیہ یعنی جس سے پہلے کچھ نہو یعنی خدا یتعالی
سب سے پہلے ہے اوس سے پہلے کچھ نہین اور جب اسکا اطلاق مخلوق پر کیا جائیگا
تو مراد معنی مجازی ہونگے یعنی اولیت مجازیہ مثلاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اسکا اطلاق ہوگا تو یہ معنے ہونگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت مین سب
نبیون سے پہلے ہین وقس علیہ الباقی حاصل یہ ہے کہ ان دونون اطلاقون
مین موافقت صرف لفظ مین ہے نہ معنی مین مولف رسالہ نے اوس شعر مین اگر
معنی حقیقی مراد لئے ہین تو یہ الحاد صریح اور کفر قبیح ہے قال اللہ تعالی وذروا
الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے
ہین قال المحققون الالحاد فی اسمائہ تعالی یقع علی ثلثۃ اوجہ الاول اطلاق
اسماء اللہ المقدسۃ الطاہرۃ علی غیر اللہ مثل ان الکفار کانوا یسمون
الاوثان بالآلہۃ ومن ذلک انہم سموا اصنامہم باللات والعزی والمناۃ واشتقاق

اللات من الاله والعزی من العزیز والمناة من المنان وکان مسیلمة الکذاب
لقب نفسه بالرحمن انتهی بقدر الحاجة اور حافظ ابن القیم فرماتے ہین الالحاد
اما بجحدها وانکارها واما بجحد معانیها وتعطیلها واما بتحریفها عن صواب
الصواب واخراجها عن الحق بالتاویلات واما بجعلها اسماء لهذه المخلوقات
کالحاد اهل الاتحاد فانهم جعلوها اسماء هذه الاکوان محمودها ومذمومها
حتی قال زعیمهم هو المسمی بمعنی کل اسم ممدوح عقلا وشرعا وعرفا وبکل
اسم مذموم عقلا وشرعا وعرفا تعالی الله عما یقول الظالمون علوا کبیرا غرضکہ
آپکی تعریف صاف صاف جو واقعی ہو بیان کرنی چاہیئے کیونکہ غیر واقعی تعریف بالحقیقة
مدح نہین ہوتی ہے بلکہ موجب ذم کیونکہ وہ اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ جب مادح
نے اپنے ممدوح مین اوصاف جمیلہ واقعیہ نہین پاے تو غیر واقعی اوصاف
اوسکی طرف منسوب کئے اسلیئے رسول الله صلی الله علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی حد سے
زیادہ تعریف سے منع فرمایا ہے بخاری اور مسلم مین حضرت عمر رضہ سے مرفوعاً آیا
ہے لاتطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبده فقولوا عبد الله ورسوله
پس آپکو خدا کا رسول جاننا اور اوسکا بندہ سمجھنا یہ بڑی تعریف اور تعظیم ہے دیکھو خدا تعالی
نے مقام تعریف مین آپکو عبد کے ساتھ یاد کیا ہے قال الله تعالی وانه لما قام
عبد الله - وقال وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا وقال الذی نزل الفرقان
علی عبده وقال سبحان الذی اسری بعبده لیلا وقال فاوحی الی عبده ما اوحی
خدا تعالی کا مقام تعریف مین عبد ہی کا لفظ ذکر کرنا اسی طرف اشارہ ہے کہ ان
فضائل اور مناقب کی وجہ سے رسول خدا کا بندہ ہی رہتا ہے ان مراتب کے

امت سے رسول کچھ خدا نہیں ہو جاتا ہے باوجود اس تصریح اور اشارہ کے
آجکل کے مولود سے اور تصوف نین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا بنا دیتے ہیں
اور آپ کی ذات کو ذات خدا سمجھتے ہین اور یہ اس شعر کو ع من تو شدم تو
من شدی من تن شدم تو جان شدی + تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
آپکی تعریف مین پڑھتے ہین۔ ان لوگون سے آپکی تعریف مین وہ غلو کیا کہ یہود
و نصاری سے بھی بڑھ گئے۔ یہود نے عزیر کو اور نصاری نے حضرت عیسی کو
خدا کا بیٹا ٹھہرایا ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین خدا ٹھہرا دیا۔
اور اہلحدیث پر جنھون نے نہایت سچی سچی تعریفین کی ہین جو کہ خدا تعالی اور اسکے
رسول نے خود بیان فرمائی ہین او نیز ناحق اعتراض کرنیکو تیار اور زبان درازی
اور وار کرنیکو موجود۔ فاضل جلیل عالم نبیل مولانا اسمعیل صاحب شہید محدث
دہلوی رح پر جا بجا اعتراضات بیجا کرتے ہین۔ کہین پر یہ اعتراض ہے کہ مولانا
نے آنحضرت کو چمار سے زیادہ ذلیل بتایا ہے۔ کہین پر یہ اعتراض ہے کہ آپکو
برا بھائی لکھا ہے۔ مین کہتا ہون کہ ایسی صراحت مولانا کے کلام مین کہین نہین
پائی جاتی ہے مولانا نے یہ لکھا ہے کہ خدا کی شان کے مقابل ساری مخلوق چھوٹی ہو
یا بڑی چمار سے زیادہ ذلیل و خوار ہے اور اسمین کیا شک ہے کہ خدا کی شان کے
مقابل سب چمار سے زیادہ ذلیل ہین۔ بلکہ اوسکی شان کے مقابل اگر تمامی مخلوق کو
محض لاشی قرار دیا جاوے تو کچھ شناعت اور آپکی حقارت نہین کیا وہ قول
نہین ملاحظہ فرمایا جو بعض صوفیہ کرام نے خدا کی شان کے مقابل تمامی مخلوقات
کو بمنزلہ مینگنی اونٹ کے قرار دیا ہے + اور خود آنحضرت صلعم نے اس صرح

کے ساتھ تمثیل کیا ہے ع الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ٭ برخلاف آجکل کے مولویوں اور متصوفین کے کہ مخلوق کو عین خدا قرار دیکر صریح خدا کی تحقیر اور تذلیل کرتے ہیں اور اولٹے اہل حق پر ناحق کے اعتراض ہوتے ہیں کیا مولانا شہید آنحضرتؐ کو رؤف اور رحیم نہیں جانتے تھے یا آپ کو افضل مخلوق نہیں لکھا ہے جو ایسے اعتراضات واہیہ مولانا شہید پر کئے جاتے ہیں مولانا نے تو خدا اور رسول ہی کی محبت میں خدا کی راہ میں جان دی مگر مخالف اسکو کب تسلیم کرسکتا ہے وہ تو یہی کہیگا کہ بطمع ممالکت اور لالچ سلطنت ایسا کام کیا نہ بغرض اعلاء کلمۃ اللہ واجراء دین اللہ واللہ علیم بذات الصدور تو خدا ہی کی صفت ہے مگر فی زماننا مولانا شہید کے مخالفین بھی اس صفت کا دعوی کر بیٹھے ہیں مولانا نے جملہ انبیاء کو بڑا بھائی لکھا ہے پوری عبارت تقویۃ الایمان کی اپنے محل پر منقول ہوگی مولانا نے آنحضرتؐ کو افضل المخلوقات لکھا ہے پس آپکو بڑے بھائی کہنے سے یہی مطلب ہے کہ آپ کی تعظیم اسیقدر چاہئے جیسے بڑے بھائی کی تعظیم کیجاتی ہے اور جب آنحضرت صلعم بقول مولانا افضل المخلوقات ہیں تو آپ کی تعظیم کل مخلوقات سے زیادہ ثابت ہوگی وھو المقصود عبارت تقویۃ الایمان سے آپکی تعظیم آفتاب سے زیادہ روشن ہے نظر انصاف درکار ہے۔ اور کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم انما المؤمنون اخوۃ میں داخل نہیں ہیں یہ جو اعتراض لا یعنی مولانا شہید پر کیا جاتا ہے اودہر تو خدا کی جانب سے وما محمد الا رسول کی ندا ہے۔ اودہر۔ من تو شدم تو من شدی الخ کی صدا ہے۔ کیا آنحضرتؐ کی سچی تعریف یہی ہے جو اس شعر میں ہے۔ یہاں پر اجمالی جواب مولانا کی طرف

دیا گیا تفصیلی جواب اپنے محل پر آویگا فانتظرہ ؞ **دوسرے** دعوے پر
اولاً یہ بحث ہے کہ مولف نے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اسمار
خداوندی کے آپ کی صفات ذاتی کی دلیل ہونیکا مطلب کیا ہے اگر یہ مطلب
ہے کہ اسمار الٰہی جن صفات پر دال ہیں وہ سب آپ کی صفات ہیں تو لازم آیا
کہ جملہ صفات باریتعالیٰ عین صفات آنحضرتؐ ہیں اور اسکا بطلان دعوے
اول کی بحث سے ظاہر ہوچکا ونیز خدا کا نام تو اللہ ورحمن بھی ہے تو اگر سب
نام خدا کے اس معنے سے آپ کی صفات ذاتی کی دلیل ہوں تو الاہیت ورحمانیت
بھی جو ان ناموں کی مدلول ہیں آپ کی صفات ذاتی ہوجائینگی و ذلك کفر صریح
وشرك قبیح۔ اور اگر کوئی دوسرا مطلب ہے تو اوسکا بیان ہونا چاہیے کہ اوسمیں نظر
کیجاے ؞ **تیسرے** دعوے پر یہ بحث ہے کہ ان کل ناموں سے اللہ
تعالیٰ نے آپکو نامزد نہیں فرمایا ہے۔ حلیم اور رءوف کا اطلاق آپ پر آیۃ
بالمومنین رءوف رحیم سے ثابت ہے۔ علی ہذا القیاس کریم کا اطلاق بھی بحکم
آیۃ انہ لقول رسول کریم سے ثابت ہے۔ مومن کا اطلاق آپ پر قران شریف
مین نہین آیا ہے مگر آپکی صفات سے ہے۔ اور آیۃ احسن المومنین اول اسکی
مثل سے ثابت ہوتا ہے۔ اور آپکی صفت مومن کیونکر نہوگی آپ تو اول المومنین
ہین۔ اسیطرح مهیمن اور حکیم اور علیم اور حق کا اطلاق آپ پر نہین آیا ہے
گو یہ سب آپ کی صفات سے ہین۔ ہان حکیم ہونا آپکا آیۃ یعلمہم الکتاب
والحکمۃ سے ثابت ہوتا ہے۔ نور کا اطلاق آپ پر نہین آیا ہے ہان بقول
بعض مفسرین مثل خفاجی وغیرہ آیۃ قد جاءکم من اللہ نور سے ثابت ہوتا

ورنہ یہاں نور سے مراد قرآن اور ہدایت ہے جیسا کہ اکثر مفسرون نے افادہ فرمایا ہے فالکل وجہۃ ھو مولیھا غرضکہ اطلاق نور کا آپ پر مختلف فیہ ہے ہان آپ کی صفات سے بیشک ہے۔ ھادی کا اطلاق بھی آپ پر نہین آیا ہے ہان آپ کی صفات سے ہے مگر اوس معنی سے جو مغائر معنی صفات باریتعالی ہین بدلیل ماسبق وبدلیل انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء اسیطرح سائر صفات مین حاصل بحث یہ ہے کہ کل صفات مقدسہ آپکی صفات سے ہین مگر یہ دعوی کہ ان نامون سے اللہ تعالی نے آپ کو بھی نامزد فرمایا ہے غلط ہے وانما انشاء ھذا من انساء القرآن واحمال الفرقان ہان بعض اسماء کا اطلاق آپ پر آیا ہے کما مر ان اطلاقات مین بھی وہی موافقت لفظ مین ہے نہ معنے مین لما مر ان صفات اللہ تعالی مغائرۃ لصفات المخلوقات کما ان ذاتہ تعالی مغائرۃ لذوات المخلوقات۔ بعض اسماء باری کا اطلاق اور نبیون پر بھی آیا ہے جیسے حضرت اسحاقؑ اور اسمعیلؑ پر علیم اور حلیم کا اطلاق آیا ہے۔ اور حضرت نوحؑ پر شکور کا اور حضرت ابراہیمؑ پر حلیم کا اور حضرت یحیؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر برا کا اور حضرت موسیٰؑ پر کریم اور تقی کا اور حضرت یوسفؑ پر حفیظ علیم کا اور حضرت ایوبؑ پر صادق کا اور حضرت اسمعیلؑ پر صادق الوعد کا آیا ہے کما لایخفی علی من لہ مزاولۃ بکتاب اللہ اور سمیع اور بصیر کا اطلاق مطلق انسان پر آیا ہے قال اللہ تعالی انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا ط وکل ھذہ الاطلاقات وماضاھاھا مغائرۃ فی المعنی ومتحدۃ فی الاسم واللفظ ٭ **چوتھے** دعوے پر

یہ بحث ہے کہ جس معنی کر خدا اور رسول اول ہین اوسکا بیان اور ہرگز کوئی بات
ربہا حدیث اول ما خلق اللہ نوری کی سو اسکا ثبوت سند معتبر سے
حافظ جلال الدین سیوطی شرح مواقف کی تخریج مین فرماتے ہین حدیث
اول ما خلق اللہ نوری لا اعرفہ بہذا اللفظ لکن فی مسند ابن ابی عمر
العدنی عن ابن عباس ان قریشا کانت نورا بین یدی اللہ تعالی قبل ان یخلق
آدم بالفی عام یسبح ذلک النور وتسبح الملائکة بتسبیحہ فلما خلق اللہ آدم
القی ذلک فی صلبہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاہبطنی اللہ
الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراہیم
ثم لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمة والارحام الطاہرة حتی اخرجنی
من بین ابوی ولم یلتقیا علی سفاح قط انتہی اس حدیث ابن عباسؓ کو
اپنے رسالہ التعظیم والمنة فی ان ابوی رسول اللہ فی الجنة مین بھی نقل کیا ہے
مگر نہ معلوم کہ اسناد اسکی صحیح ہے یا غیر صحیح - اور تقریب التہذیب مین ابن
ابی عمر عدنی کے ترجمہ مین ہے کہ ابو حاتم نے کہا کہ کانت فیہ غفلة یعنی ابن
ابی عمر عدنی مین غفلت تھی ✤ **پانچوین** دعوے پر یہ بحث ہے کہ کچھ
شک نہین کہ آپ کی نبوة کل نبیون سے پہلے ہے مگر یہ حدیث کنت نبیا
وآدم بین الماء والطین بایں لفظ صحیح نہین ہے اصل لفظ یون ہے
کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد حافظ جلال الدین سیوطی الدرر المنتثرة
فی الاحادیث المشتہرة مین فرماتے ہین حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء
والطین لا اصل لہ بہذا اللفظ ولکن فی الترمذی متی کنت نبیا قال

وادم بين الروح والجسد و في صحيح ابن حبان والحاكم عن عرباض بن سارية انی عند الله مكتوب خاتم النبيين وان أدم لمنجدل فی طينه قلت وزاد العوام فيه وكنت نبيا ولا أدم ولا ماء ولا طين ولا اصل له ايضا انتهى - اور امام حافظ شمس الدين سخاوی تلميذ حافظ ابن حجر عسقلانی مقاصد حسنه میں فرماتے ہیں حديث كنت اول النبيين فی الخلق وأخرهم فی البعث ابو نعيم فی الدلائل وابن ابی حاتم فی تفسيره وابن لال ومن طريقه الديلمی كلهم من حديث سعيد بن بشير عن قتادة عن الحسن عن ابی هريرة به مرفوعا وله شاهد من حديث ميسرة بلفظ كنت نبيا وأدم بين الروح والجسد اخرجه احمد والبخاری فی تاريخه والبغوی وابن السكن وغيرهما فی الصحابة وابو نعيم فی الحلية وصححه الحاكم وكذا هو بهذا اللفظ عند الترمذی وغيره عن ابی هريرة متى كنت نبيا اوكنت نبيا قال وأدم وذكره وقال الترمذی انه حسن صحيح وصححه الحاكم الضا فی لفظ وأدم لمنجدل فی طينه وفی صحيحی ابن حبان والحاكم من حديث العرباض بن سارية مرفوعا انی عند الله مكتوب خاتم النبيين وان ادم لمنجدل فی طينه وكذا اخرجه احمد والدارمی فی مسنديهما وابو نعيم والطبرانی من حديث ابن عباس قال قيل يا رسول الله متى كنت نبيا قال وأدم بين الروح والجسد واما الذی على الالسنة بلفظ كنت نبيا وأدم بين الماء والطين فلم اقف عليه بهذا اللفظ فضلا عن زيادة وكنت نبيا ولا أدم ولا ماء ولا طين وقد قال شيخنا فی بعض الاجوبة عن الزيادة انها ضعيفة والذی قبلها اقوى انتهى ❊

دعاوی ہٰذا

پہلا دعوی مسئلہ تناسخ کا ہے۔ اسکا ثبوت آپ کے بیان نکتہ صوفیا سے متبادر ہے۔ دوسرا دعوی یہ ہے کہ ظاہر کا اطلاق آنحضرت پر اس معنی کر ہے کہ آپ کے نور نے تمام عالم کو منور کردیا۔ تیسرا دعوی یہ ہے کہ باطن کا اطلاق آپ پر اس معنی کر ہے کہ آپ کی حقیقت پر کسی نبی ولی کو آگہی نہین ہوئی چوتھا دعوی یہ ہے کہ مجلس مولد سجدہ گاہ ملک ہے۔ پانچوان دعوی یہ ہے کہ آنحضرت کو شاہنشاہ کہنا درست ہے یہ دونون دعوے آپ کے اس شعر سے ثابت ہین جو آپنے نقل فرمایا ہے نظم بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہست ٭ سجدہ گاہ ملک و محفل شاہنشاہست ٭ چھٹوان دعوی یہ ہے کہ حسب عقائد اہل سنت وجماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین جیسے کہ تھے تو ہر مسلمان کو اس محفل مین حاضر ہونا چاہئے جیسا کہ حاضر ہونا چاہئے بارگاہ رسالت مین ٭

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ مسئلہ تناسخ پر کو دلیل استحالہ نہین قائم ہے پر اسکے وقوع پر بھی کوئی دلیل شرعی نہین وارد ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین اور نیز مسئلہ تناسخ مستلزم اسکو نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا اور انتہا نہ معلوم ہوے سواے ذات باریتعالی کل چیزونکی ابتدا اور انتہا ہے گو ہمکو بعض امور کے تفصیلاً اطلاع نہو۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جانے کہ آپ کی ابتدا اور انتہا نہین ہے وہ شخص

پکا مشرک اور ملحد ہے۔ نکات صوفیانہ کوئی حجت نہین ہین اور نہ شطحیات صوفیہ پر
عمل درست ہے نہ معلوم وہ لوگ کیا سمجھکر اس قسم کے کلمات کہہ پڑے ہین
ہمین اونکے افعال شطحیہ سے کیا مطلب ہے تلك امة قد خلت لها ماکسبت
ولکم ماکسبتم پر عمل چاہئے فن تصوف ایک علم نہایت دقیق ہے جو لوگ
اخص الخواص ہین اونکے لئے یہ جائز ہے۔ مگر آجکل فن تصوف کوڑیون کے
مول ہورہا ہے جسے دیکھئے وہ اسیکا دم بھر رہا ہے۔ جسے الف بے مین
تمیز نہین وہ بھی اسیکے پیچھے ہو رہا ہے۔ اصل عبادت صوم وصلوۃ سے کچھ
مطلب نہین ہے مگر جہان مجالس مولد اور سماع صوفیہ اور عرس کی سنی جھٹ
دوڑ پڑا آجکل کے مولویون اور صوفیون کو فن تصوف سے کیا نسبت ہے
وقد قیل ؎ فن التصوف ما ادق بیانه ❊ متحیر فیه الامام الرازی ❊
دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ ظاہر کا اطلاق آنحضرت پر اس معنی کر کہ
آپ کے نور نے تمام عالم کو منور کر دیا محل نظر ہے۔ یہ جب صحیح ہو کہ آپ اولا
حدیث اول ما خلق اللہ نوری کو ثابت کر دکھائین۔ اور نیز یہ امر بھی ثابت ہونا
چاہئے کہ آنحضرت کا نور باعث خلق تمام مخلوقات ہے حدیث لولاك لما خلقت
الافلاك موضوع ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے المصنوع فی الاحادیث
الموضوع۔ اور علامہ شوکانی نے الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ
مین صغانی سے نقل کیا ہے۔ مواہب لدنیہ مین حاکم کی روایت حضرت عمرؓ
سے یون منقول ہے ان ادم علیه الصلوۃ والسلام رای اسم محمد مکتوبا
علی العرش وان اللہ تعالی قال لادم لولا محمد ما خلقتك زرقانی نے اسکی شرح مین

ایک دوسری روایت حاکم اور ابو الشیخ کی حضرت ابن عباسؓ سے یوں نقل کی ہے اوحی الله الی عیسی امن بمحمد ومر امتك ان یومنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم و لا الجنة ولا النار الحدیث زرقانی نے بیان کیا کہ حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے اور سبکی اور بلقینی نے اسکا اقرار کیا ہے اور ذہبی نے کہا کہ اسکی سند میں عمرو بن اوس ہے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کون ہے - ناظرین رسالہ ہذا پر مخفی نہ رہے کہ ثبوت ان دونون امر کا حیز خفا مین ہے پس ظاہر کے معنے جو مولف رسالے بیان کی آ لا ثبوت کیونکر صحیح ہو سکتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کا اطلاق اس معنی کر ہوگا کہ آپ واضح اور غالب ہین تیسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ باطن کر یہ معنی بھی کیونکر صحیح ہونگے کیونکہ حقیقت ذات خدا کی نہیں معلوم ہے وہ معلوم ہو سکتی ہے ورنہ حقیقت رسول کی معلومیت کے استحالہ پر کونسی دلیل قائم ہے حقیقت ذات باریتعالی کی معلومیت کا استحالہ تو اسوجہ سے ہے کہ وہ واجب الوجود ہے اور بر تقدیر معلومیت انقلاب مستحیل یعنی انقلاب وجوب سے امکان کی طرف لازم آتا ہے اور حقیقت رسول کی معلومیت مین کونسا استحالہ لازم آتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اطلاق باطن کا شاید اس معنی کر کے ہو کہ آپ بواطن امور کو بواسطہ وحی خدا تعالی جانتے ہین +

چوتھے دعوے پر یہ بحث ہے کہ اولا تو مجلس مولد کا ثبوت ہی نہیں ہے چہ جائے کہ سجدہ گاہ ملک ہو اس مجلس کا پتہ قرون مشہود لہا بالخیر مین نہیں پایا جاتا ہے اسکو شاہ ابن المظفر ابو سعید بن زین الدین بن علی نے احداث کیا ہے جیسا کہ حافظ جلال الدین سیوطی نے حسن المقصد فی عمل المولد مین بیان کیا ہے اس

سلطان کی نسبت سبط ابن جوزی نے مرآۃ الجنان مین بیان کیا ہے کہ صوفیون
کے واسطے ظہر سے فجر تک راگ کرتا تھا اور خود ناچتا تھا جیسا کہ سیوطی نے رسالۂ مذکورہ
مین بیان کیا ہے سیوطی نے گو اسکی تعریف بھی لکھی ہے مگر اسمین شک نہین کہ
یہ معلن بالفسق تھا اور نیز اسکا فعل حجت نہین ہے مولف رسالہ پر لازم ہے کہ
اولاً تعریف بدعت کرے بعد ازان اس مجلس کذائی کو اسپر تفریع کرے - یہ امر
ظاہر ہے کہ اس مجلس کذائی کا اثر زمانہ خیر القرون مین نہ تھا پھر یہ کسوجہ سے سنت
نہین ہے باقی دلائل اس مجلس کے ثبوت مین جو مولف رسالہ نے مختلف مجلسون
مین بیان کئے ہین انکا جواب اپنے محل پر آویگا اور مجلس مولد کو سجدہ گاہ ملائک
کہنا سخت گناہ ہے سجدہ گاہ ملک وانس اوسی باریتعالی کی درگاہ ہے ایسی تعریف
تو آنحضرتؐ کی درگاہ رسالت کی بھی نہین چاہئیے چہ جاے کہ اس مجلس کی جب
رسول کی درگاہ کی ایسی تعریف کیجائیگی تو خدا یتعالی کے لیے کونسا لفظ رکھا ہے
باوجود ایسے عقائد باطلہ کے منکرین مولد پر زبان درازی کرنا تعصب نہین ہے
تو کیا ہے پانچوین دعوے پر یہ بحث ہے کہ شاہنشاہ وہی خدا یتعالی ہے
کسی بشر کو شاہنشاہ کہنا نہین درست ہے اس قسم کی تعریف اوسی باری عز اسمہ
کی چاہئیے خالق اور مخلوق کی تعریف مین فرق ضرور چاہئیے گو تغائر حیثیات
سے فرق ہوسکتا ہے مگر اسمین مظنۂ شرک اور غلو پایا جاتا ہے اور شارع
نے مظنۂ شرک اور تعریف غلو سے منع فرمایا ہے اسکا بیان اوپر گذر چکا ہے
حدیث شریف مین ملک الاملاک کسی مخلوق کے حق مین کہنا صریحا منع آچکا ہے صحیح
مسلم مین ابوہریرہ سے مرفوعا مروی ہے اغیظ رجل علی اللہ یوم القیمۃ

واخبث رجل کان یسمی ملک الاملاک یعنی جو شخص اپنے کو شاہنشاہ کہلواتا تھا وہ قیامت کے دن بڑا خبیث ہوگا اور خدا تعالیٰ کا غصہ اوس پر زیادہ ہوگا تس سے شاہنشاہ کہنے والا بھی بڑا خبیث ہوگا۔ اسلیے کہ یہ صفت خاص جناب باریتعالیٰ کو زیبا اور لائق ہے پھر جو صفت کہ خدا تعالیٰ کو مخصوص ہوا اوسکو کسی مخلوق مین ثابت کرنا باعث غیظ خدا کیونکر نہوگا۔ ابن حجر مکی شرح منہاج مین فرماتے ہین ویحرم ملک الاملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبۃ او الدار او علی او الحسن لایہام التشریک انتہی یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اضافت عبد کی غیر خدا کی طرف بوجہ ایہام تشریک نہین درست ہے گو یقیناً شرک بوجہ احتمال اسکے کہ مراد عبد سے خادم ہو نہو مگر چونکہ اسمین مظنہ شرک پایا جاتا ہے لہذا علماء اہل سنت وجماعت نے اس اضافت کو منع کر دیا ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک اور نیز شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین ولا یجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبی ولا غیرہ مما شاع بین الناس انتہی یہ سب عبارتین بتقریب ممانعت مظنہ شرک منقول ہوئین ورنہ یہان ان نامون کے جواز و عدم جواز سے بحث نہین ہے چھٹوین دعوے پر یہ بحث ہے کہ اسمین شک نہین کہ مسئلہ حیوۃ الانبیاء صحیح ہے مگر یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم زندہ ہین جیسے کہ تھے محل نظر ہے اور آپ کے زندہ ہونے پر یہ تفریع کہ اس مجلس مین حاضر ہونا چاہیے غلط ہے۔ آپ کے زندہ ہونے اور مجلس مولد مین حاضر ہونے مین کوئی تلازم نہین ہے۔ اور اگر مولف رسالہ نے یہ مراد لیا

ہو کہ اس مجلس مولد مین آپ کی روح پر فتوح آتی ہے تو اولاً یہان بھی اسمین اور زندہ ہونے مین کوئی تلازم نہین ہے ثانیاً یہ اعتقاد باطل بلکہ شرک ہے قاضی شہاب الدین دولت آبادی تحفۃ القضاۃ مین لکھتے ہین ما یفعله الجهال علی راس کل حول فی شهر ربیع الاول لیس بشیء ویقومون عند ذکر مولده صلی الله علیه وسلم ویزعمون ان روحه صلی الله علیه وسلم یجیء وحاضر فزعمهم باطل بل هذا الاعتقاد شرک وقد منع الائمة الاربعة عن مثل هذا انتهی۔ عجب نہین کہ مولف رسالہ نے یہی تلازم مراد لیا ہو کیونکہ اس مجلس مولد مین حاضر ہونیکا حکم ویسا ہی دیا ہے جیسا کہ آپ کی بارگاہ رسالت مین حاضر ہونا چاہیے ۔

دعاوی مؤلف

پہلا دعوی یہ ہے کہ جب عموماً ذکر صالحین سے رحمت نازل ہوتی ہے تو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے بدرجہ اولی رحمت نازل ہوگی۔ دوسرا دعوی یہ ہے کہ اس محفل مین نہایت جی لگا کر آپکا ذکر سنے اور نہایت ادب اور تعظیم سے اس مجلس عالی مین بیٹھے۔ تیسرا دعوی یہ ہے کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ مین مکہ معظمہ مین مجلس مولد خیر الانام مین حاضر ہوا تو مین نے اس مجلس مین انوار دیکھے اور ان انوار مین تامل کیا تو مجھپر انوار ملائکہ منکشف ہوئے جو ایسی محفل مین حاضر ہوتے ہین۔ چوتھا دعوی یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جب بیٹھتے تو آپ کے فضائل کا ذکر کرتے تھے۔ پانچوان دعوی یہ ہے کہ جس نے بنظر محبت اور ایمان کے آنحضرت کو دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا چھٹوان دعوی

یہ ہے کہ آپ خدا کے نور سے پیدا ہین اور کل چیز آپ کے نور سے پیدا ہے پس
دعوے کا ثبوت اوس عبارت سے ظاہر ہے جو پانچوین دعوے کے اجلکھا ہے
وہ عبارت یہ ہے من رانی فقد رای الحق و انا من نور اللہ و کل شئ من نوری

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ نزول رحمت بوقت ذکر صالحین جو مشہور ہے اسکی
اصل نہین ہے علامہ شوکانی فوائد مجموعہ مین فرماتے ہین حدیث انما تنزل
الرحمۃ عند ذکر الصالحین قال العراقی لا ابن حجر لا اصل لہ انتہی آنحضرت کا
ذکر بیشک باعث نزول رحمت الٰہی ہے لیکن اس سے مجلس مولد کذائی کا
ثبوت کیونکر ہوتا ہے اور آپ کے مطلق ذکر فضائل اور شمائل سے بدون قیود
مخترعہ کیسکو انکار ہے ‌‌۔ دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ تعظیم اور ادب
کسی شی کی فرع ہے اوس شئے کے ثبوت پر ابھی تو اس مجلس مولد ہی کے
جواز مین کلام ہے تعظیم اور ادب کو کون پوچھتا ہے اولا آپ اسکے ثبوت پر
کوئی سند نیرو قائم کرین بعدہ اوسکے فروعات بین سعی فرماوین ثبت العرش
ثم النقش تیسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ یہ قول شاہ ولی اللہ صاحب کا
اونکی کس کتاب مین ہے امید کہ اوس عبارت کا پتہ بحوالہ کتاب تحریر فرماے
اور بصورت تصحیح نقل کے بھی یہ قول کوئی دلیل شرعی نہین ہے اسکے مقابلہ مین
اور علما کے قول موجود ہین جن سے بدعت ہونا اس احتفال کا ثابت ہے
مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب مین اسکو بدعت لکھا ہے اور شاہ ولی اللہ رح
بھی مجدد ہی تھے ۔ چوتھے دعوے پر یہ بحث ہے کہ صحابہ کرام کا بیان

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بابت اسطرح پر تھا جیسا کہ مولودیون مین
ہے یا احتفال اور اجتماع کہ ذکر صحابہ مین تھا صحابہ کے بیان فضائل مین اور
ان مولودیون کے بیان مین بعد المشرقین ہے آپ کے مطلق بیان فضائل
کو منع کیا ہے کلام منکرین کا اس احتفال اور اجتماع مین ہے پانچوین
دعوے پر یہ بحث ہے کہ یہ قول کہ جس نے رسول اللہ کو محبت کی نظر سے دیکھا گویا
خدا کو دیکھا اس سے کیا مطلب ہے اگر یہ مطلب ہے کہ رسول کی ذات ذات
خدا سے پیدا ہے پس آپکا دیکھنا گویا خدا کا دیکھنا ہے تو یہ اعتقاد سراسر ضلالت
اور غوایت ہے مولف کی تحریر سے مسئلہ وحدت وجود کا مترشح ہے اور یہ مسئلہ
کفر ہے ۔ صفحہ ۸ مین یہ شعر ہے ؎ چہ دست داد یارب بظرف آن عظیم الشان
کہ انی عبدہ گوید بجاے قول سبحانی ٭ اور صفحہ ۱۰ مین یہ شعر ہے ؎ جلوہ نور الٰہی
شد ز نور احمد نام ساخت ٭ پس بود احمد احد از روے این گفتار ما ٭ اور صفحہ
۱۳ مین یہ شعر ہے ؎ تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل ٭ سلماے حدوث
تو لیلاے قدم را ٭ اور نیز اوسی صفحہ مین یہ شعر ہے ؎ مرا سریست اندر دل
اگر گویم زبان سوزد ٭ کہ سری احمدی وا ندود لکن میم را شاید ٭ اور صفحہ ۱۴ مین
مولانا روم کا یہ شعر لکھا ہے ؎ بالتمون بود کہ می آمد و میرفت ۔ ہر قرن کہ
دیدی ٭ تا عاقبت آن شکل عرب وار بر آمد سردار اسے جہان شد ٭ اور صفحہ ۲۲ مین
یہ شعر ہے ؎ مرحبا اصل علی نور رخ مصطفیٰ ٭ کنت کنزا مین نہان تھا آشکارا
ہو گیا ٭ اور صفحہ ۲۹ مین یہ شعر ہے ؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم
تو جان شدی ٭ تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری ٭ ان اشعار منقولہ

[illegible]

سے ثبوت مسئلہ وحدۃ وجود کا اور نیز آنحضرت ؐ کا عین خدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔
نعوذ باللہ من ھذہ العقائد الباطلۃ الموقعۃ فی جب الغوایۃ والضلالۃ نصاریٰ
نے تو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ہی ٹھہرایا ان مولویوں اور صوفیوں نے تمامی
چیز کو خدا ٹھیرا دیا۔ پھر جب سبھی شی خدا ٹھیری تو کیوں مسلمانی کا دعویٰ ہے
اب حاجت خدا اور رسول کے ماننے کی کیا رہی اور کیوں آنحضرت ؐ کی شان مین
رسالہ لکھا گیا اپنے ہی شان مین لکھنا مناسب تھا اور جب اتحاد ہی کا دعویٰ ہے
تو اگر اپنے ہی شان مین لکھا ہو تو کیا عجب ہے مولف رسالہ کہہ سکتا ہے کہ یہان
صرف لحاظ صوفیانہ اختیار کیا گیا ہے یعنی صرف اجراے لفظ مقصود ہے معنون کا
لحاظ نہین ہے مین نہین سمجھتا کہ اس قسم کے کلمات کفریہ کا بولنا اور معنونکا لحاظ نکرنا
کس شے درست کہا ہے۔ کیا رسول کی رسالت کا اقرار جب ہی پورا ہوگا کہ آپکو
خدا سمجھے اور آپکا مولود کرے۔ غالباً مولف رسالہ حنفی صاحب ہونگے۔ لہٰذا گذارش
ہے کہ اس قسم کے کلمات کا تلفظ امام ابو حنیفہ رح کے قول سے ثابت کرین یا علی
التنزل کتب فقہ مثل قنیہ منیہ ہی سے ثابت کر دکھائین۔ مولانا شہید پر تو وہ
اعتراض لایعنی اور اپنے اوپر ایسی نسیان ہے ع چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد ۔ واضح ہو کہ مسئلہ وحدۃ وجود ظاہر البطلان
من الاحادیث والقرآن ہے جو شخص کہ خدا و رسول پر ایمان لاچکا اوسکو شطحیات صوفیہ
کے درپے ہونا کیا ضرور ہے اگر شطحیات صوفیہ پر عمل کرنا منظور ہے تو اللہ و رسول
اور قرآن حدیث کا نام لینا کیا ضرور بایعنی صوفیا انا الحق کہے اس سرکار انگلشیہ مین
ہر شخص کو پورے طور پر آزادی حاصل ہے پھانسی اور رسول ؐ کے جانیکا خوف

نہیں ہے بشرپہ شوق سے انا الحق اور انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون کا دعویٰ کرتے آدم پرسی مطلب اب چند عبارتیں بابت بطلان مسئلہ وحدۃ وجود منقول ہوتی ہیں جامی علیہ الرحمہ درۃ فاخرہ میں فرماتے ہیں شواہد مستند الصوفیۃ فیما ذھبوا الیہ ھو الکشف والعیان لا النظر والبرھان ملا علی قاری قصیدہ امالی کی شرح میں فرماتے ہیں واما التوحید الصرف الذی یقول بہ الوجودیۃ والحلولیۃ والاتحادیۃ من ان الحق ھو الوجود المطلق فشر من کفر التنویۃ انتھی اور شرح مقاصد میں ہے فالقول بکون الواجب ھو الوجود المطلق مبنی علی اصول فاسدۃ اور بھی اوسمیں ہے ومنھم بعض المتصوفۃ القائلین بان السالک اذا امعن فی السلوک وخاض لجۃ الوصول فربما یحل اللہ تعالی عما یقول الظالمون علوا کبیرا فیہ کالنار فی الجمر بحیث لا یتمایزان ویتحد بہ بحیث لا اثنینیۃ ولا تغایر وصح ان یقول ھو انا وانا ھو وح یرتفع الامر والنھی ویظھر من الغرائب والعجائب ما لا یتصور من البشر وفساد الرائین غنی عن البیان انتھی۔ اور شرح مواقف میں ہے واما یقال ان الکل ذات واحدۃ تتعدد بحسب الاوصاف لا غیر فلمقیل ومن لطور العقل بعید ونسمکابرۃ لا یلتفت الیھا اور بھی اوسمیں ہے ورایت من الصوفیۃ الوجودیۃ من ینکرہ ویقول لا حلول ولا اتحاد اذ کل ذلک یشعر بالغیریۃ ونحن لا نقول بھا بل نقول لیس فی دار الوجود غیرہ دیار وھذا العذر اشد قبحا وبطلانا من ذلک الجرم اذ یلزم تلک المخالفۃ التی لا یجترأ علی القول بھا عاقل ولا ممیز ادنی تمییز انتھی جو شخص مسلمانی کا دعویٰ کرے اور ساتھ اسکے وحدۃ وجود کے مسئلے پر بھی عقیدہ رکھے تو وہ آیۃ کریمہ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون کا مصداق ہے خصوصاً جن دعوے پر یہ تمکین ہے

کہ آنحضرت کا یہ قول کہ خدا نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور میرے نور سے کل چیزیں
پیدا ہیں یہ حدیث جھوٹی ہے احمد بن یوسف نے اسکو وضع کیا ہے حافظ ذہبی میزان
الاعتدال فی نقد الرجال میں فرماتے ہیں احمد بن یوسف المنبجی لا یدری وأتی بخبر کذب و قال
ابو سعید فی امالیہ ثنا احمد بن محمد بن عمر بن زنبیل املاء ثنا احمد بن یوسف ثنا ابو شعیب
صالح بن زیاد السوسی ثنا الہیثم بن جمیل ثنا ابو معشر عن المقبری عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقنی اللہ من نورہ وخلق ابا بکر من
نوری وخلق عمر من نور ابی بکر وخلق امتی من نور عمر وعمر سراج اہل الجنۃ قال ابو
سعید ہذا باطل مخالف لکتاب اللہ ثم اخذ ابو نصیر یتکلم علی رجالہ بکلام غیر
مفید فقال ابو معشر ترک ولم یحتج بالرد واما ابو شعیب فمثل ذلک مستحق علی
ترکہ وکذلک الہیثم ولم یخرج عنہ شئ فی الصحیحین قلت ما حدث بہ الا واحد
من ثلثۃ وانما الآفۃ عندی فیہ من المنبجی انتہی۔ اگر مؤلف صاحب بغور کر کے
یہ طریقہ ہمارے طریقہ کے مغائر ہے تو کہا جاویگا کہ جس طریقہ کو آپنے بیان کیا ہے
اوسکو مع اسناد و حوالہ کتاب نقل فرماتے تاکہ دیکھا جاوے کہ آپ کا دعوی صحیح
یا غلط ہے اس روایت سے تو آپکا نور خدا سے پیدا ہونا باطل ہے اگر آپ کوئی صحیح
حدیث پیش کریں تو ہمیں اوسکے قبول سے انکار نہیں ہے مگر اسقدر ضرور کہا جاویگا
کہ آپکا نور خدا سے پیدا ہونیکا یہ مطلب نہیں ہے کہ معاذ اللہ خدا تعالی نے اپنے
نور سے نکالکر آپکے نور کو پیدا کیا فان ذاتہ تبارک وتعالی منزہ عن الزیادۃ
والنقصان ومن ادعی خلافہ فعلیہ البرہان من الاحادیث والقرآن۔ بلکہ اسکا مطلب
یہ ہوگا کہ خدا تعالی نے بلا واسطہ غیر اپنی تجلی سے پیدا کیا ۔

التماس

ماشاء اللہ باوجود عقائد شرکیہ واعمال الحادیہ دعوی اتباع اور محبت رسول ﷺ ہے
کیا رسول نے یہی حکم کیا ہے کہ مجھے خدا کہو اور میری تعریف خدا کی سی کرو کیا محبت
رسول ﷺ اسی مین ہے کہ آپکا مولود کرے اور آپ کے جملہ امور مسعودہ سے اعراض
کرے کیا رسول ﷺ نے یہی حکم کیا ہے کہ میری ولادت کی ایک مجلس کرو اور اوس مین
بوقت ذکر ولادت دست بستہ کھڑے ہو جاؤ کیا محبت آنحضرت ﷺ صرف مولودہی مین
ہے جو ناحق منکرین پر وار چلایا جاتا ہے کیا مولود کی دلیل یہی ہے کہ علماے حرمین
اور علماے فرنگی محل کا عمل ہے کیا مکفر ذنب زنا یہی مولود ہی ہے جو رنڈیان تک مولود
کرتی ہین کیا آپ کی اتباع اسی مین ہے کہ شاہ مینا کی مزار پر رقص طوائف مین شامل ہو
کیا رسول ﷺ نے یہی حکم دیا ہے کہ محرم مین حسین باڑہ کی روشنیان دیکھتا پھرے
کیا محبت رسول ﷺ اسیمین ہے کہ کاکوری کے عرس مین شامل ہو کر زر دے اور ملاؤ
کی قابین اوڑاوے کیا محبت آنحضرت اسیمین ہے کہ آپکے مناقب اور فضائل مین
رسالے لکھے اور آپ ہی کی آل پر تہمتین لگاوے اور اونکو مورد لعنت ٹھیراوے کیا مجلس
مولد کذائی بدعت نہین ہے جو منکرین مورد طعن ٹھیرائے جاتے ہین کیا حدیث
ان اللہ جمیل یحب الجمال نظر سے نہین گذری جو ناحق آنحضرت ﷺ کے ایک متبع خالص سے
حسد اور حقد ظاہر کیا جاتا ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام نہین تھے
جو اعتراض لایعنی اور کلام بے معنی کیا جاتا ہے باوجود ارتکاب معائب شتی و بیہودات
لاتحصی ناحق ایک متبع سنت اور ماحی بدعت پر اعتراضات بیہودہ اور خدشات
مردودہ کئے جاتے ہین ایسے محب رسول کو برا کہنا گویا رسول ﷺ کو برا کہنا ہے

ان کل حسد اور بغض اور عناد کا یہی سبب ہے کہ آنجناب سلالہ خاندان مصطفوی نے اپنی قوت علمی اور بال کے زور سے ان مبتدعین کی پوری پوری خبر لی یہ لوگ جب دلائل واضحات اور حجج ساطعات کے مقابلہ سے عاجز آگئے تو گالیان دینی شروع کردین اذا یئس الانسان طال لسانہ ع کوئی مضمون لکھے علمی اگر دعوی لیاقت ہے ۞ مغلظ گالیان دینی بھلا کوئی شرافت ہے ۞

دعاوی ؎

پہلا دعوی یہ ہے کہ آیۃ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح کی یہ تفسیر ہے کہ مراد چراغ سے نور محمدی ہے اور مراد قندیل سے آپکا وجود شریف ہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ نور محمدی اصل نور خداوندی ہے۔ تیسرا دعوی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نور کو آنحضرتؐ کے جسم اطہر میں ودیعت رکھا یا یہ دونوں دعوے اوسی تفسیر سے ثابت کئے ہین اسکے بعد یہ عبارت ہے۔ نظم جلوہ نوری نمود و نور احمد نام ساخت ۞ پس بود احمد جدا از رب این گفتار ما ۞ انا من نور اللہ وکل شئی من نوری ان قد جاءکم من اللہ نور چوتھا دعوی یہ ہے کہ نبوت آنحضرتؐ کی درمیان ملائکہ اور ارواح انبیاء کے معلوم تھی بلکہ آپ کی روح مبارک ملائکہ اور انبیاء کو فیض پہونچاتی تھی اور نیز آپ کی روح آدم پر مبعوث تھی اور آپ اوس عالم مین علانیہ مرسل تھے اور ہوسکتا ہے کہ السابقون الاخرون سے یہی اشارہ ہو پانچوان دعوی یہ ہے کہ خبر میں آیا ہے کہ جب آنحضرتؐ کا نور پیدا کیا گیا نکلے اوس سے انوار انبیاء کے پس خدا تعالی نے حکم کیا آپ کو کہ ان انوار کی طرف نظر کرو جب آپنے اون انوار کی طرف نظر کی

تو آپ کے نور نے انوار انبیا کو چھپا لیا پس عرض کیا و نھون نے کہ خداوندا یہ کون ہے جس نے ہمارے انوار کو چھپا لیا تو خدا نے فرمایا کہ یہ نور محمد کا ہے اگر تم ایمان لاؤ تو مین تمکو نبی کرون سب نے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پس خدا نے فرمایا کہ ہم گواہ ہوئے تمہارے او یہی معنی اس آیت کریمہ کے ہین واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ لفظ نورہ سے نور خدا نہیں مراد ہے بلکہ مراد اس سے ہدایت ہے بدلیل قولہ تعالی فی آخر تلک الآیۃ یھدی اللہ لنورہ من یشاء قرآن شریف مین بہت جگہہ نور سے مراد ہدایت ہے۔ منہا قولہ تعالی اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ ومنہا افمن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا ومنہا ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا۔ یا مراد اس سے قرآن شریف ہے بدلیل قولہ تعالی قد جاءکم من اللہ نور علی احد التفاسیر وعلی التقدیرین تفسیر مولف رسالہ غلط ٹھیری کیونکہ وہ تفسیر اسی امر پر مبنی ہے کہ مراد لفظ نورہ سے نور خدا ہے فصار ھذا التفسیر من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد اور نیز مولف رسالہ کی تفسیر تمثیل نہین صحیح ہے کیونکہ نور خدا اور نور محمدی دونون غیر محسوس ہین اور تمثیل غیر محسوس کی غیر محسوس کے ساتھ نہین درست ہے ماشاء اللہ کیا تعریف مجہول بالمجہول ہے یہان خدا تعالی کو ہدایت کی شفافیت باطنی کو نور ظاہری سے تمثیل دیکر سمجھانا مقصود ہے اور لفظ مشکوۃ اور مصباح اور زجاجہ وغیرہ صرف بلحاظ کمال ظہور اختیار فرمایا ہے اگر لفظ نورہ سے نور خدا مراد لیا جاوے جیسا کہ

زعم امام غزالی علیہ الرحمہ کا ہے تو بھی تفسیر مولف نہین صحیح ہوگی کیونکہ اس تقدیر پر بھی وہی تمثیل غیر محسوس کی غیر محسوس کے ساتھ لازم آتی ہے و ھذا ظاہر اور سر دست اسیقدر پر اکتفا کیا گیا جسوقت مولف صاحب کے جواب سے از سر نو بحث ہوگی اوسوقت پوری تقریر جو اس آیت کے متعلق ہے لکھی جائیگی۔ دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ ابتک نور محمدی کا ثبوت معرض خفا مین ہے بالفرض اگر ثابت بھی ہو تو اوسکو اصل نور خدا لعنی اوسکو کہنا الحاد اور کفر ہے اسکا بطلان اور مفصلاً گذر چکا ہے ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر تیسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ اسکا بطلان تقریر سابق سے ظاہر ہے انا من نور اللہ کا بھی بیان بتفصیل گذر چکا ہے۔ چوتھے دعوے مین چار امر مذکور ہین اون سب کو بدلائل شرعیہ ثابت فرمادین دوسرے امر کا خلاف ہونا امام رازی کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے تفسیر کبیر مین فرماتے ہین ثبت بالدلائل العقلیۃ والنقلیۃ ان الانوار الحاصلۃ فی ارواح الانبیاء مقتبسۃ من الانوار الحاصلۃ فی ارواح الملائکۃ قال تعالی ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ و قال نزل بہ الروح الامین علی قلبک وقال نزلہ روح القدس من ربک بالحق۔ و قال تعالی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی والوحی لا یکون الا بواسطۃ الملائکۃ فاذا جعلنا ارواح الانبیاء اعظم استنارۃ من الشمس فارواح الملائکۃ التی ھی کالمعادن لانوار عقول الانبیاء لا بد وان تکون اعظم من انوار ارواح الانبیاء لان السبب لا بد ان یکون اقوی من المسبب انتہی۔ پانچوین دعوے پر یہ بحث ہے کہ جس خبر کو آپنے نقل فرمایا ہے اوسکی اسناد لکھئے تاکہ دیکھی جاوے کہ قابل

حجت ہے یا نہیں تا وقتیکہ اسناد صحیح نہ ہونگے آیۃ مذکورہ کی تفسیر صحیح نہ ہوگی موضح القرآن
میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اقرار لیا نبیوں کا یعنی نبیوں کے مقدمہ میں بنی اسرائیل
سے اقرار لیا انتہی ویؤیدہ قولہ تعالیٰ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم
واوفوا بعہدی اوف بعہدکم وقولہ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب
لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ والتفصیل فی التفسیر الکبیر للامام فخر الدین الرازی

دعاوی دافع حاشیہ

پہلا دعوے یہ ہے کہ سلف صالحین اور علماے حرمین شریفین بارہویں تاریخ ربیع الاول
کو قیام مولد شریف پڑھتے ہیں۔ دوسرا دعوی یہ ہے کہ منکرین محفل مولد شریف
اہالیان حرمین شریفین اور سلف صالحین اور صحابہ کرام اور خاتم النبیین کے قول
و فعل پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ شرکا اس محفل مولد کو کنہیا کے جنم سے مشابہت
دیتے ہیں یہ لوگ آیۃ ختم اللہ علی قلوبہم کے مصداق ہیں تیسرا دعوی یہ ہے
کہ مجلس مولد بدعت حسنہ بھی نہیں ہے چہ جائے کہ بدعت سیئہ ہووے
کیونکہ اسکا ثبوت آیۃ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سے ثابت ہے چوتھا
دعوی یہ ہے کہ مولوی اسمعیل صاحب نے کل انبیاء علیہم السلام کو چمار سے
بدتر ٹھیرایا پانچواں دعوے یہ ہے کہ مولوی اسمعیل صاحب نے رسول کو
اپنا بڑا بھائی قرار دے لیا ہے ؛

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ عمل سلف صالحین اور علماے حرمین شریفین
حجت شرعیہ نہیں ہے اگر وہ عمل ان حضرات کا البتہ مانا جاویگا جبکہ موید

بالسر ہاں ہوگا اور عمل اہل مدینہ اور اہل مکہ کا جو زمانہ خلفاء راشدین یا کسی اور صحابہ کے
زمانہ میں ثابت ہوگا مانا جاویگا بعد انقضاء عصر صحابہ اونکا قول و فعل حجت نہیں ہے
حافظ ابن القیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں عمل اہل المدینة الذین یحتج به ما کان
فی زمن الخلفاء الراشدین اما عملهم بعد موتهم وبعد انقضاء عصر
من بها من الصحابة فلا فرق بينه وبين عمل غيرهم والسنة تحكم بين الناس
لا عمل احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفائه انتهى عمدہ عینی
حنفی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں ان الایمان لیارز الی المدینة
كما تارز الحية الى جحرها قال الداؤدي هذا في حيات النبي صلى الله عليه وسلم
والقرن الذي كان فيهم والذين يلونهم خاصة لانه كان الامر مستقيما
وقال القرطبي وفيه تنبيه على صحة مذهبهم وسلامتهم من البدع
وان عملهم حجة كما رواه مالك قلت هذا انما كان في زمن النبي صلى الله عليه
وسلم والخلفاء الراشدين الى انقضاء القرون الثلثة وهي تسعون سنة
واما بعد فقد تغيرت الاحوال وكثرت البدع خصوصا في زماننا هذا
على ما لا يخفى انتهى اور ملا علی قاری ہروی حنفی مرقاة میں فرماتے ہیں۔
لو ادرك الاولون ما انتهى اليه الاخرون كما عليه اهل زماننا الغافلين لحكموا
بحرمة المجاورة في الحرمين الشريفين من شيوع الظلم وكثرة الجهل و
قلة العلم وظهور المنكرات وفشو البدع والسيئات واكل الحرام والشبهات
انتهى اور ظاہر ہے کہ محفل مولد بعد انقضاء عصر صحابہ بہت پیچھے نکلی ہے پس اسکا
ثبوت بعمل علمائے حرمین شریفین نہیں ہو سکتا ہے۔ دوسرے جو کچھ

یہ بحث ہے کہ منکرین محفل مولد شریف کا اعتراض کرنا اہالیان حرمین شریفین کے عمل پر علی الاطلاق غلط ہے ہان جو عمل کہ بعد انقضائے عنصر صحابہ ثابت ہے اوسپر البتہ اعتراض ہے اور یہ کوئی جاے اعتراض نہین ہے کیونکہ یہ عمل محبت نہین ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا رہا یہ قول کہ منکرین مولد معاذ اللہ صحابہ اور آنحضرت صلعم کے قول و فعل پر اعتراض کرتے ہین محض اتہام بیجا ہے یہ خصلت آجکل کے مولودیون اور حنفیون مین البتہ پائی جاتی ہے دیکھو آپکی صحیح صحیح حدیثون پر اعتراض اور اونپر انکار کیا جاتا ہے اور راوینکے عاملین کو طرح طرح کی تکلیفین پہنچائی جاتی ہین اور جدید بدید خطابون سے پکارے جاتے ہین اور خدا کی مسجدون سے نکالے جاتے ہین آیۃ ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا سے ان حضرات کو کچھ ڈر نہین ہے آپ انصاف کی نظر سے فرمائے کہ معترض اور منکر آپ کے فعل اور آپ کے صحابہ کے فعل پر کون ہین المحدیث یا المولدیہ۔ جب محفل مولد کا ثبوت نہین ہے بلکہ بدعت ہے تو کنہیا کے جنم سے مشابہت دینے مین کیا گناہ ہے یہ رسم مولد انہین ہنود اور نصارٰی کی موافقت سے نکلی ہے نصارٰی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مولود کرتے ہین علیٰ ہذا القیاس۔ اہل فارس بھی نوروز عامہ مین حضرت آدم علیہ السلام مولود کرتے ہین اس وجہ سے کہ آپ کی پیدایش اسی دن مین ہے یہ رسم مولد اکثر فرقہ باطلہ مین ہے اس رسم کو دیکھا دیکھی ان مولودیون نے بھی اختیار کیا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم اخرجہ ابو داؤد وصححہ ابن حبان وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکم لتتبعن سنن

قبلکم بشیر البتیر اخرا عالدن رایع اخرجہ البخاری فی صحیحہ۔ تیسرے دعوے
یہ بحث ہے کہ آیۃ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سے مولود کو کیا علاقہ
اور نسبت ہے اس آیت مین تو مطلق خلقت انسان کی احسنیت کا بیان ہے
اور یقینی امر ہے کہ آنحضرت کی خلقت جمیع انسان سے احسن ہے پر یہ
احسنیت مستلزم مولود کو نہین ہے فما الیہ المدعی و ما اصل المعنی۔
چوتھے دعوے پر یہ بحث ہے کہ مولانا شہید کی عبارت ہذا (خدا کی شان
کے سامنے ساری مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی چمار سے زیادہ ذلیل و خوار ہے)
سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حقارت نہین سمجھی جاتی ہے
تین وجہ سے ایک تو یہ کہ اصول فقہ مین یہ قاعدہ مرقوم ہے کہ لازم المذہب
لیس بمذہب یعنی لازم مذہب مذہب نہین ہے نظیر اسکی مسئلہ استوا علی العرش
ہے مذہب استوا پر جہت اور جسم و غیرہ لازم آتا ہے پس قائلین استوا
پر یہ لازم اونکا مذہب نہین کہا جاویگا ورنہ لازم آویگا کہ آئمہ وغیرہ سلف صالحین
جو استوا کے قائل ہین اونکو مجسمہ کہا جاوے و اللازم باطل فالملزوم مثلہ
هذا مما لا یخفی علی المنصف دوسرے یہ کہ مولانا شہید نے تقویۃ الایمان مین جابجا آنحضرت صلعم کی
تعریف بعبارت شتی بیان کی ہے کہیں پر اپنے یہ لکھا ہے کہ آپ سارے جہان کے سردار ہین اور
خدا کے نزدیک ونکا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور کہین پر یہ لکھا ہے کہ آپ تمام آدمیون سے افضل ہین یہ مولف
رسالہ نے بھی مبنا مین اس عبارت کو نقل کیا ہے اور نیز خطبہ مین آپ کی بڑی تعریف کی ہے
کما لا یخفی علی ناظری تقویۃ الایمان علاوہ اسکے معاذ اللہ مولانا شہید منکر رسالت
نہ تھے بلکہ آپ ہی کی اتباع پر جان نثار تھے تقویۃ الایمان اسپر شاہد عدل ہے

پھر کہان سے معلوم ہوا کہ مولانا شہید نے آنحضرتؐ کو چمار سے بدتر ٹھیرایا۔ ان عبارات منقولہ سے چمار سے بدتر ہونا ثابت ہوتا ہے یا افضل المخلوق ہونا انصاف کو راہ دینا چاہیئے نہ اعتساف کو تیسرے یہ کہ یہ حقارت مفہومہ بمقابلہ شان باری عز اسمہ ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ شان خدا کے مقابل تمامی مخلوق محض لاشئے ہے اگر مولانا نے چمار سے زیادہ ذلیل کہا تو کیا گناہ کیا خدا کی عظمت اور جلالت ذاتی ہے۔ اور رسولؐ کی عرضی - پھر عرضی کو ذاتی سے کیا نسبت ہے رسولؐ کی شان مین بالمومنین رؤف رحیم وغیرہ صفت آئی ہین تو اوسکے ساتھ خدا نے آپکو یہ بھی سنا دیا ہے لئن اشرکت لیحبطن عملك وقال ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین مولانا شہید نے تو بزعم آپ کے چمار ہی سے ذلیل بتایا صاحب عوارف المعارف اور صاحب فوائد الفواد نے تو یہ لکھا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا جب تک تمام آدمی اور تمام خلق اوسکے نزدیک اونٹ کی مینگنیون کی مانند نہون امام غزالی نے کیمیا سعادت مین لکھا ہے کہ علم انبیا کا مختص ہے بمقابلہ علم فرشتون کے اور علم ان سب کا اگر ساتھ علم خدا کے نسبت کیا جاوے تو لائق نہوا اوسکو علم کہا جاوے پس مولف رسالہ پر لازم ہے کہ ان حضرات صوفیہ پر بھی اعتراض جمائین حضرات اول پر یہ اعتراض کرین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اونٹ کی مینگنی کے مانند کہا اور دوسرے حضرت پر یہ اعتراض کرین کہ آنحضرت کو جاہل قرار دیا الحاصل آپکی حقارت وذلت مقابل شان باریتعالی منافی آپکی عزت ومنقبت کو نہین ہے پس حقارت مقیدہ کو مطلق سمجھنا نہایت بے انصافی ہے ❊ پانچوین دعوی

یہ بحث ہے کہ بیشک مولانا شہید نے جملہ انبیاء کو اپنا بڑا بھائی قرار دیا ہے چنانچہ
تقویۃ الایمان مین آپ فرماتے ہین کہ انسان آپسمین سب بھائی ہین جو بڑا بزرگ ہو
وہ بڑا بھائی ہے سو اوسکی بڑے بھائی کیسی تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہے
بندگی اوسکو چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیا و انبیاء امام امام زادہ
پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہین وہ سب انسان ہی ہین اور
بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اونکو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے
انتہی بقدر الحاجۃ ۔ اس عبارت کو بعد ایک حدیث کے لکھا ہے وہ حدیث
یہ ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا مہاجرین
اور انصار مین بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اوس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو
سو اونکے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا تمکو سجدہ کرتے ہین جانور اور
درخت سو ہمکو تو ضرور چاہیے کہ تمکو سجدہ کرین سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی
اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی انتہی ۔ اور لفظاً اس حدیث کا اسکے پہلے یہ ہے
اخرج احمد عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر
من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ
یسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم
واکرموا اخاکم آپ ناظرین خیال فرماوین کہ آنحضرت کو بڑے بھائی کہنے مین
کیا آپ کی حقارت ہے ۔ جب آنحضرت تمام لوگوں سے افضل مین تو آپ کل بھائی
سلمان مین بڑے بھائی ہوئے ۔ یہ مضمون مولانا شہید نے کچھ اپنی طرف سے
نہین لکھا ہے بلکہ خود یہ حدیث اکرموا اخاکم اسپر دال ہے ۔ اور خدا تعالی

خود قرآن شریف مین فرماتا ہے انما المؤمنون اخوۃ یعنی مسلمان سب آپس مین بھائی
ہین اور ظاہر ہے کہ اس آیت مین کل مومن خواہ انبیا ہون خواہ اولیا یا اور کوئی سب
داخل ہین پس آنحضرتؐ کو بڑے بھائی کہتے ہین کیا عیب اور گناہ ہے دیکھو
خدا تعالی نے کافرون کو انبیاء کا بھائی ٹھیرایا ہے قال والی عاد اخاھم ھودا
وقال الی ثمود اخاھم صالحا وقال والی مدین اخاھم شعیبا تعجب ہے کہ کفار
انبیاء کے بھائی ٹھیرین اور مسلمان لوگ اخوت انبیا سے انکار کرین یہ کمبختی نہین
تو کیا ہے مولانا شہید کے بڑے بھائی لکھنے پر انکار ہے تو یہ انکار خدا و رسول کا
جاتا ہے مولویون کو اگر اخوت انبیاء سے انکار ہے تو کیا اخوت دجاجلہ و شیاطین کا
اقرار ہے جو پکے موحد ہونگے وہ بیشک رسولؐ کے ساتھ یہ اعتقاد رکھین گے
کہ وہ ہمارے بڑے بھائی ہین اور وہ تمام لوگون سے افضل ہین انکی پیروی
ہمپر فرض اور واجب ہے اور آپکی تعظیم اوسیقدر کرینگے جسقدر خدا تعالی
نے اور خود اوسکے رسول نے اجازت دی ہے - اور جو توحید مین کچے ہین وہ آپکو
خدا کہین یا جو چاہین کہین باوجودیکہ آنحضرتؐ اپنی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے
بہت منع فرما گئے - اور فرما گئے کہ مجھکو حد سے نہ بڑہاؤ جیسا کہ نصاری نے
عیسی کو حد سے بڑہا دیا - مگر ان دغا بازون نے آپکو ایسا بڑہایا کہ عین خدا
کہنے لگے بعض ملحدون نے تو یہ حدیث آپ کی طرف نسبت کردی ہے کہ آپنے
فرمایا کہ انا احمد بلا میم یعنی مین احمد بلا میم ہون یعنی مین ہی احد یعنی خدا ہون
قال اللہ تعالی لا تغلوا فی دینکم نصارا اسی غلو کے سبب سے مورد غضب الہی
ہوگئے - پر ان مولویون کو ذرا بھی حیا و شرم نہین اور اولٹے موحدین پر

اعتراض کرتے ہیں اب ایک مختصر اعتراض ہمارا مولف رسالہ پر یہ ہے کہ آیۃ انما المومنون
اخوۃ میں آنحضرتؐ داخل ہیں یا نہیں بشق اول نکیف الاعتراض و بشق ثانی وجہ
عدم دخول بیان فرمائے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ درمیان ایمان اور کفر کے کوئی مرتبہ
نہیں ہے اور بعض جو مرتبہ متوسط کے قائل ہیں وہ فسق ہی کو مرتبہ متوسط قرار دیتے ہیں

مطاعن حاشیہ ص۱۹

پہلا طعن یہ ہے کہ غنیمت ہے جو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دی اگر تقبیل حجر اسود کو
ہنود ان کی پوجا کہدیں تو کون زبان پکڑتا ہے دوسرا طعن یہ ہے کہ نصارا
نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ٹھیرایا انھوں نے اونکے رسول کو اپنا بھائی بنا لیا۔
تیسرا طعن یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ بڑے بھائی ٹھیرے تو گویا نصف نبوت میں شریک
ہوے اور نیز نصف جائداد کا دعویٰ کرنا چاہیے چوتھا طعن یہ ہے کہ ما کان محمد
ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے ابوت کی نفی نکلتی ہے
اور ابوت کا درجہ اخوت سے اعلیٰ ہے پس جب قرآن میں نفی ابوت کی ہے تو آنحضرتؐ
کسی کے بڑے بھائی کیوں ہونے لگے یہ قرآن کو بغل میں داب کر بھائی بن بیٹھے ۞

ان مطاعن پر بحث

پہلے طعن پر یہ بحث ہے کہ یہ طعن جب صحیح ہوتا کہ مولد شریف کا ثبوت مثل ثبوت
تقبیل حجر اسود ہوتا اور ظاہر ہے کہ ثبوت اس مجلس مولد کا ادلہ شرعیہ سے نہیں ہے
بلکہ کلیہ کل بدعۃ ضلالۃ میں داخل ہے غنیمت ہے کہ ابھی تک حضرت ہی کا مولود
کرتے ہیں اگر نصارا کی طرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی مولود کرنے لگیں تو کون
منع کر سکتا ہے غنیمت ہے کہ آنحضرتؐ کی رسالت کو تسلیم کرکے عین خدا کہتے ہیں اگر

رسالت سے انکار کرکے مجسم خدا کہین تو کون اونکے منہہ پر ہاتھہ رکھتا ہے **دوسرے** طعن پر یہ بحث ہے کہ یہ طعن محض لوچ و لچر ہے حضرت عیسیٰ کو خدا کے بیٹا ٹھیرانے مین اور آنحضرتؐ کے بھائی کہنے مین کیا علاقہ ہے ان آنحضرتؐ کو خدا کا بھائی کہا جاتا تو البتہ قول نصاری سے مطابق پایا جاتا ۔ کیا آنحضرتؐ کو بھائی کہنا شرک ہے جو نصارا کے ساتھہ تشبیہ بیجا لی ہے اگر آنحضرتؐ کو بھائی کہنے مین شرک لازم ہے تو کیا آپکو خدا کہنے مین شرک جاتا رہیگا ۔ تو آنحضرتؐ کو خدا کہنا اور مردون سے حاجتین طلب کرنا اور قبرون پر سجدہ کرنا تو شرک نہوا اور آنحضرتؐ کو بھائی کہنا شرک ہو یہ عجب اندہیر اور عقل کا پھیر ہے ۔ **تیسرے** طعن پر یہ بحث ہے کہ اخوت دینی موجب ارث نہین ہے بلکہ اخوت نسبی باعث ارث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین اخوت دینی ثابت کی جاتی ہے پس طعن باعث لعن نہین ہے تو کیا ہے اور نسبی وراثت مال مین ہوتی ہے نہ نبوۃ اور علم اور فضل مین اسمین اخوت نسبی بھی غیر معتبر ہے چہ جاے کہ اخوت دینی غنیمت ہے کہ اخوت دینی کو باعث ارث قرار دیا ہے اگر حدیث لا یرث المسلم الکافر و لا الکافر المسلم کا انکار کرکے اخوت غیر دینی کو بھی باعث ارث ٹھہراوے تو کون مزاحمت کر سکتا ہے ۔ **چوتھے** طعن پر یہ بحث ہے کہ آیۃ وما کان محمد ابا احد من رجالکم مین مطلق ابوۃ کی نفی نہین ہے بلکہ وہ نفی تقیید بر جال ہے نفی علی الاطلاق کی تقدیر پر لازم آویگا کہ معاذ اللہ حضرت فاطمہ زہرا رض و صاحبزادہ حضرت ابراہیم رض وغیرہما من الاولاد الامجاد آپ کے اولاد نہ تھے اور آپ انکے باپ نتھے واللازم باطل فالملزوم مثلہ اور نیز نفی ابوۃ مستلزم نفی اخوت کو نہین ہے وکیف نفی ابوۃ زید

مستلزم نفی اخوت کو نہیں ہے اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ یہ سب اعتراضات اسوقت
عائد ہوتے ہیں کہ جب ابوت حقیقی کی نفی مراد لی جاوے۔ اور جسوقت مطلق ابوت کی
نفی مراد لی جاوے اگرچہ مجازًا ہو اوسوقت یہ اعتراضات نہوں گے اور اس تقدیر
پر نفی علی الاطلاق صحیح ہوگی تو کہا جاویگا کہ اصول کا یہ مسئلہ ہے کہ متی امکن العمل
بالحقیقۃ سقط المجاز یعنی جب لفظ کی معنی حقیقی بن سکتی ہوں معنی مجازی مراد لینا
جائز نہیں اور یہاں معنی حقیقی کے مراد لینے سے کون مانع ہے اور بر تقدیر تسلیم
جواز کہا جاویگا کہ نہایت ما فی الباب اس آیت سے یہی ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ کو مجازًا
بھی اب نہ کہنا چاہئے مگر نفی اس ابوت مجازی سے نفی اخوت دینی کی کیونکر ہوسکتی
ہے اسلیے کہ اخوت دینی بآیۃ انما المؤمنون اخوۃ ثابت ہے اور نیز آنحضرتؐ نے
زید بن حارثہ کو اخونا و مولانا فرمایا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے چونکہ عرف
میں نسبت اخوت کی ہوتی ہے نہ نسبت ابوت کی لہذا خدا تعالیٰ نے ابوت کی
نفی کی پس نفی ابوت سے کسی نفی اخوت مانحن بصددہ کی نہیں ثابت ہوئی
اور حدیث میں آیا ہے فلیتأمل حق التأمل فانک لاتجد من غیر ہذا انشاء اللہ تعالیٰ

دعاوی ۲

پہلا دعوی یہ ہے کہ آیۃ لقد جاءکم من اللہ نور اور آیۃ یا ایہا الناس قد
جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا اور آیۃ لقد جاءکم رسول
اور آیۃ و تعزروہ و توقروہ اور آیۃ قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا
سے مولود کرنا ثابت ہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ قیام مولد میں آنحضرتؐ پر درود
و سلام بھیجا جاتا ہے اور آنحضرتؐ پر درود و سلام بھیجنا منجملہ عبادات ہے اور عبادت

گذشتہ مولد فاذکر اللہ قیاما وقعودا سے ثابت ہے تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو اپنی ولادت کے شکریہ کا روزہ رکھتے تھے اور
حضرت بلالؓ کو بھی اس روزہ کا حکم دیا ہے پس مولد بھی درست ہوا کیونکہ مولد سے
آپ کی ولادت کی خوشی منظور ہوتی ہے چوتھا دعویٰ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام عاشورہ کو روزہ رکھتے تھے کیونکہ حضرت موسیٰ کی نجات اور غرق فرعون کا
یہی روز ہے آنحضرت بھی اس دن کو روزہ رکھتے تھے پس اس قصہ سے مولود بھی درست ہوا

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ استدلال مولد کا ان آیات خمسہ سے غیر صحیح ہے
لیکن پہلی دو آیتوں سے پس اسلیے کہ مراد نور سے ہدایت اور قرآن ہے بالفرض
اگر نور سے آنحضرت ہی مراد ہوں تو بھی دلیل مولد نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ مطلب
اس تقدیر پر یہی ہوا کہ تمھارے پاس رسول آئے اور مجرد رسول کا آنا دلیل مولد
کیونکر ہوئی وقس علیہما الآیۃ الثالثۃ۔ لیکن آیت تعزروہ وتوقروہ سے
پس اسلیے کہ اس آیت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی مدد اور ادب کیجاوے
آپ کی مدد یہی ہے کہ احیاء سنت اور اماتت بدعت کرے اور آپ کے ادب
سے یہ مطلب ہے کہ آپکی حدیث کو کسی احبار اور رہبان کے قول سے رد نہ کرے
قال اللہ تعالی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی نہ یہ معنے ہیں کہ آپ کو عین خدا
ٹھیراوے اور آپ کی حدیثوں سے انکار کرے اور آپکا مولود کرے۔ بھلا اس
آیت کو مولود سے کیا علاقہ اور نسبت ہے۔ علی ہذا القیاس آیۃ قل بفضل
اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا سے بھی مولود نہیں ثابت ہوتا ہے اور یہ شبہ

کہ آنحضرتؐ رحمۃ للعالمین ہین گو آپ کے ساتھ خوشی کرنے سے یہ مطلب نہین ہے کہ آپکا مولود کرے۔ اگر اس آیت اور آیات سابقہ سے بطریق خوشی کا مراد ہوتا تو صحابہ کرام اول آپکا مولود کرتے اور نیز آنحضرتؐ لوگونکو اسکا حکم فرماتے اور نیز مجرد یہ خیال کہ آپ رحمۃ للعالمین ہین اور آپکا مرتبہ بہت بزرگ ہے تو آپ کی ولادت باسعادت کا دن بھی بزرگ ہوگا۔ ان مقدمات سے آپکا مولود کرنا نہین ثابت ہوتا ہے خدا تعالی کا فضیلت دینا آنحضرتؐ کو کسی بات کے ساتھ کسی زمان اور مکان مین اس امر کی دلیل نہین ہوسکتی ہے کہ ہم ہر سال اوسکو مثل عید کے بناکر خوشی کرین تا وقتیکہ شارع سے اس خوشی کا حکم ارشاد نہو۔ خدا تعالی نے آنحضرتؐ کو مختلف وقتونمین بہت سی فضیلتین عنایت کی ہین مگر ساتھ اسکے آنحضرتؐ نے اون وقتون مین ہر سال خوشی کرنے کا حکم نہین دیا اور نہ کسی صحابی سے اون وقتون مین خوشی کرنا مروی ہے۔ دیکھو بخاری مین یہ قصہ مروی ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم لوگ اپنی کتاب مین ایک آیت پڑھتے ہو اگر ہم گروہ یہود پر وہ آیت نازل ہوتی اور روز نزول کو جانتے ہوتے تو ہم لوگ اوسکے لئے ایک عید کا روز مقرر کرتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کون آیت ہے اوس نے کہا کہ الیوم اکملت لکم دینکم باوجود اسکے حضرت عمرؓ نے اور نہ کسی صحابہ نے اوس دن کو سال بسال عید کا دن مقرر کیا اور حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ یہ آیت فلان دن اور فلان جگہ نازل ہوئی تھی چنانچہ آپنے فرمایا کہ یہ آیت نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفہ مین دن جمعہ کو اور ہملوگ آپ کے ساتھ واقف تھے یہ عادت یعنی پیغمبرونکے ایام مفضلہ کو

عید ٹھہرانا عادت اہل کتاب کی ہے ویؤید هذا ما افاده الحافظ ابن القیم فی
زاد المعاد فی بحث فضیلة لیلة الاسراء قال ولیس اذا اعطی الله نبیه صلی
الله علیه وسلم فضیلة فی مکان او زمان یجب ان یکون ذلك الزمان والمکان
افضل من جمیع الامکنة والازمنة هذا ان قدر انه قام دلیل علی ان انعام
الله تعالی علی نبیه لیلة الاسراء کان اعظم من انعامه علیه بانزال القرآن
لیلة القدر وغیر ذلك من النعم التی انعم علیه والکلام فی مثل هذا یحتاج
الی علم بحقائق الامور ومقادیر النعم لا تعرف الا بوحی ولا یجوز لاحد ان
یتکلم فیها بلا علم ولا یعرف عن احد من المسلمین انه نقل للیلة الاسراء
فضیلة علی غیرها لاسیما علی لیلة القدر ولا کان الصحابة والتابعون
باحسان یقصدون تخصیص لیلة الاسراء بامر من الامور ولا یذکرونها
ولهذا لا یعرف ای لیلة کانت وان کان الاسراء من اعظم فضائله صلی الله
علیه وسلم ومع هذا فلم یشرع تخصیص ذلك الزمان ولا ذلك المکان
بعبادة شرعیة بل غار حراء الذی ابتدی فیه بنزول الوحی وکان یتحرا قبل
النبوة لم یقصده هو ولا احد من اصحابه بعد النبوة مدة مقامه بمکة
ولا خص الیوم الذی انزل فیه الوحی بعبادة ولا غیرها ولا خص المکان الذی
ابتدی فیه بالوحی ولا الزمان بشیء ومن خص الامکنة والازمنة من
عنده بعبادات لاجل هذا وامثاله کان من جنس اهل الکتاب الذی جعلوا
زمان احوال المسیح مراسم وعبادات کیوم المیلاد ویوم التعمید وغیر
ذلك من احواله وقد رای عمر بن الخطاب جماعة یتبادرون مکانا یصلون فیه

فقال ما ہذا قالوا مکان صلی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
اتریدون ان تتخذوا آثار انبیائکم مساجد انما ہلک من کان قبلکم بہذا
فمن ادرکتہ فیہ الصلوٰۃ فلیصل والا فلیمض انتہی۔ اس عبارت سے
مجلس مولد کی بیکلنی بخوبی ہوگئی امید ہے کہ اب مولودیے شرلو ٹھائینگے اور رحمۃ
آیۃ مین مطلق مذکور ہے تو مولودیون کو چاہیے کہ اپنی اولاد کا بھی مولود کیا کرین
کیونکہ اولاد بھی خدا کی رحمت ہیں علیٰ ہذا القیاس ہزارون چیزین خدا کی رحمت ہین
پس چاہیے کہ ہر رحمت کے مقابل ایک طریقہ خوشی کا نکالین۔ مولف رسالہ نے
مولود کو ان آیات سے نصی کہا ہے کیا مسئلہ نصی کی یہی تعریف ہے کہ وہ
مسئلہ نصوص متعددہ سے ثابت ہوا ور کسی صحابہ و تابعین اور تبع تابعین
اور ائمہ مجتہدین سے اوسپر عمل نہ پایا گیا ہوا ور ساتھ اسکے آنحضرت نے
بھی اسکو حکم نہ دیا ہو۔ واہ رے مسئلہ نصی اور واہ رے نص کے جاننے والے
ع برین عقل و دانش بباید گریست ؞ غنیمت ہے کہ چند ہی آیت سے استدلال
مولود کیا گیا اگر سارے قران پاک کو دلیل مولود کہدیوین تو کون روک سکتا ہے
دوسرے دعوے پر بحث ہے کہ آیۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا سے یہ
قیام کذائی نہین ثابت ہوتا ہے اس آیت سے اسیقدر ثابت ہوگا کہ آپکے
فضائل کا بیان قیاما وقعودا دونون طرح پر درست ہے جیسے طریقہ وعظ
و نصیحت کا ہے تخصیص قیام عین وقت بیان ولادت کیسے ثابت ہوگی اس
قیام مین یہ وجہ نہین ملحوظ ہے کہ عبادت قیاما بھی درست ہے اگر یہ وجہ
ملحوظ ہوتی تو مجلس مولد مین ابتدا سے آخر تک قیام کیا جاتا بلکہ ہر ایک عبادت تین

برابر قیام کیا جاتا اور اگر صرف اباحت قیام پر قناعت ہوتی تو احیاناً اسکا تخلف بھی
وقت ذکر ولادت پایا جاتا مولف رسالہ کی یہ تقریر من قبیل یقولون بافواھھم
مالیس فی قلوبھم اہل مولد کے نزدیک اس قیام میں دو امر ملحوظ ہیں بعضوں کا
یہ خیال ہے کہ آپکی روح پاک تشریف لاتی ہے اور بعضوں کا یہ خیال نہیں ہے
بلکہ وہ صرف بموافقت اخوان اوٹھ کھڑے ہوتے ہیں یہ دونوں امر ممنوع ہیں اول کا
ممنوع ہونا تو ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد باطل اور شرک ہے۔ دوسرا امر بھی ممنوع ہے
کیونکہ یہ امر لغو ہوا اور ایسا فعل افعال مجانین سے شمار کیا جاتا ہے اور بعض اہل
مولد کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ قیام بنظر تعظیم آنحضرت کیا جاتا ہے تو اسمیں یہ
گذارش ہے کہ اولاً تو قیام تعظیمی میں اختلاف ہی ہے ۔ اور راجح یہی ہے کہ
بنص حدیث منہی عنہ اور رسم عجم ہے ۔ بالفرض درست بھی ہو تو قیام تعظیمی کا
محل یہ ہے کہ وہ شخص جسکی تعظیم منظور ہے حاضر بھی ہو اور ظاہر ہے کہ محفل مولد میں
نہ آپ حاضر رہتے ہیں اور نہ آپ کی روح پاک پھر تعظیم کس چیز کی کیجاتی ہے خاک
و پتھر کی اور اگر یہ خیال اہل مولد کا صحیح ہے تو اونکو اوس مجالس میں من اولہ الی آخرہ
قیام کرنا چاہیے کیونکہ بالخصوص وقت ذکر ولادت باسعادت کے سرور عالم کے
حاضر ہونے کی کوئی معنی نہیں اور اگر اہل مولد کا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم بالخصوص
وقت ذکر ولادت اوس مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور جسطرح آپ ایکبار دنیا
میں وقت ولادت تشریف لاتے تھے اوسیطرح پھر اوسوقت تشریف لاتے ہیں جیسا کہ
اون اشعار سے جو اہل مولد وقت ذکر ولادت باسعادت پڑھا کرتے ہیں اور کچھ
مولف نے بھی اونمیں سے صفحہ ۱۸ میں نقل کیے ہیں مثل آمد آمد سرور عالم کی ہے

آمد آمد سید اخشر کی ہے ۞ آمد آمد ہے شہ ابرار کی ۞ آمد آمد ہے بڑے سردار کی ۞
آمد آمد شافع محشر کی ہے ۞ آمد آمد اپنے پیغمبر کی ہے ۞ ۵ جلوہ افزا آج ہوتا
ہے یہاں ۞ نور سے جسکے ہوا سارا جہان ۞ ۵ آج محبوب خدا کی دید ہے ۞
عید ہے اہل نظر کی عید ہے ۞ تو سخت بے ادب ہیں ادنی سے ادنی آدمی بھی
اپنے نسبت اسطرح کی حیائی کو ہرگز گوارا نہ کریگا - اور یہ عقل کے دشمن ایسے
ہیں کہ حضرت رسول اکرم سید ولد آدم اشرف کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وصحبہ وسلم افضل الصلوات والتسلیمات کی نسبت اس محبت اور تعظیم کا پیرایہ میں بے
حیائی کو گوارا کر رہا اور الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم
یحسنون صنعا کے مصداق بن بیٹھے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا
انہیں خیالات باطلہ کی وجہ سے قیام اور مولد کا انکار کیا جاتا ہے اور کنھیا کے
جنم کے ساتھ تشبیہ دیا جاتا ہے ولا ریب ان خیالات اصحاب المولد موافقۃ
بخیالات الیہود والہنود - ورنہ آپ کے نفس بیان فضائل سے کسکو انکار ہے
آن اہل ہوا لیہ میں جسطرح دائر و سائر ہے البتہ اوس سے انکار ہے لا ضیر فیہ
حاصل یہ کہ قیام مولد کسیطرح درست نہیں ہے اگر نفس بیان فضائل النبی المطہر
شئے کے مرتبہ میں بھی ہو تو بھی وقت بیان ولادت قیام کرنا بدعت ہوگا کیونکہ محل
اس قیام کا نہیں پایا جاتا ہے - اب چند عبارتیں قیام مذکور کے بدعت ہونے پر
نقل کیجاتی ہیں فتح منیر الدین برکۃ الآثار طریقۃ السلفیہ میں فرماتے ہیں ومن محدثات
بعض الجہال الصور الکثیرۃ لا اصل لہا فی کتاب ولا سنۃ منہا القیام عند ذکر
ولادۃ سید الانام علیہ التحیۃ والسلام اور رحمۃ العشاق میں ہے مایفعله

العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشیٔ
بل ھو مکروہ شیخ محمد شامی اپنی کتاب سیرۃ میں فرماتے ہیں جرت عادۃ کثیر من المحبین
اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لہ وتفصیل القیام والمولد فی
المدخل لابن امیر الحاج الحنفی تیسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ رکھنا روز دوشنبہ کو اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ دوشنبہ کو
پیدا ہوئے تھے روایت مسلم کی یہ ہے عن ابی قتادۃ قال سئل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی
اسمیں فیہ ولدت قید اتفاقی بتقریب ذکر روز دوشنبہ ہے جیسا کہ قاضی نے
شرح مسلم میں حدیث خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم
الحدیث کی شرح میں بیان کیا ہے قال الظاھر ان ھذہ القضایا المعدودۃ
لیست لذکر فضیلتہ الخ یعنی جمعہ کی فضیلت اسوجہ سے نہیں ہے کہ اسمیں آدم
علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یا اسیطرح اور امور جو اسمیں ہوئے ہیں اونکی وجہ
سے اسمیں فضیلت نہیں ہے بلکہ چونکہ ذکر جمعہ کا آگیا اسوجہ سے جو امور اس
دن میں ہوئے تھے اون سے آپنے اطلاع دیدی اسیطرح جب آپ سے صوم
یوم الاثنین کا سوال کیا گیا تو آپنے اپنی ولادت کا حال بتقریب ذکر روز یوم الاثنین
بیان فرمادیا آپ بوجہ ولادت کے روزہ دوشنبہ کو نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اسوجہ
سے روزہ رکھتے تھے کہ اس دنمیں اعمال پیش ہوتے ہیں جیسا کہ روایات
ذیل صاف اسپر دال ہیں۔ حافظ عبد العظیم منذری ترغیب ترہیب میں فرماتے ہیں

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم
رواه الترمذی وقال حدیث حسن غریب + وعن ابی هریرة ایضا ان النبی صلی
الله علیه وسلم کان یصوم الاثنین والخمیس فقیل یا رسول الله انك تصوم
الاثنین والخمیس فقال ان یوم الاثنین والخمیس یغفر الله فیهما لکل مسلم
الا مهتجرین یقول دعهما حتی یصطلحا رواه ابن ماجه ورواته ثقات ورواه
مالك ومسلم وابو داؤد والترمذی باختصار ذکر الصوم ولفظ مسلم
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تعرض الاعمال فی کل اثنین وخمیس فیغفر الله
عز وجل فی ذلك الیوم لکل امرئ لا یشرك بالله شیئا الا امرأ کانت بینه وبین
اخیه شحناء فیقول اترکوا هذین حتی یصطلحا وفی روایة تفتح ابواب الجنة
یوم الاثنین والخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرك بالله شیئا الا رجل کان بینه
وبین اخیه شحناء ورواه الطبرانی ولفظه قال تنسخ دواوین اهل الارض
فی دواوین اهل السماء فی کل اثنین وخمیس فیغفر لکل مسلم لا یشرك بالله
شیئا الا رجل بینه وبین اخیه شحناء وعن اسامة بن زید رضی الله عنه
قال قلت یا رسول الله انك تصوم حتی لا تکاد تفطر وتفطر حتی لا تکاد تصوم
الا یومین ان دخلا فی صیامك والا صمتهما قال ای یومین قال یوم الاثنین
والخمیس قال ذلك یومان تعرض فیهما الاعمال علی رب العالمین فاحب ان
یعرض عملی وانا صائم رواه ابو داؤد والنسائی وفی اسناده رجلان مجهولان
مولی قدامة ومولی اسامة ورواه ابن خزیمة فی صحیحه عن شرحبیل بن سعد

عن اسامۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم الاثنین والخمیس
ویقول ان ھذین الیومین تعرض فیھما الاعمال وعن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فمن مستغفر
فیغفرلہ ومن تائب فیتاب علیہ ویرد اھل الضغائن بضغائنھم حتی یتوبوا
رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات وعن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتحری صوم الاثنین والخمیس رواہ النسائی وابن ماجۃ
والترمذی وقال حدیث حسن غریب چوتھے دعوے پر یہ بحث ہے کہ آنحضرت کا
روزہ رکھنا عاشورہ کو شکریہ نہ تھا بلکہ صرف بموافقت موسی علیہ السلام تھا جیسا کہ روایت
بخاری کی دلالت کرتی ہے عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قدم المدینۃ فوجد الیھود صیاما یصومون فقالوا ھذا یوم عظیم انجی
اللہ فیہ موسی وقومہ واغرق فرعون وقومہ فصامہ شکرا فنحن نصومہ
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن احق واولی بموسی منکم فصامہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وامر بصیامہ اخرجہ البخاری اور اس روزہ رکھنے کی وجہ مذکور کے
سوا اور بھی دو وجہیں آئی ہیں روایات ذیل سے واضح ہوتی ہیں عن ابی ھریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصوموا یوم عاشوراء یوم کانت الانبیاء تصومہ
فصوموہ اخرجہ ابن ابی شیبۃ وروی البزار عنہ ایضا عاشوراء عید نبی
کان قبلکم فصوموہ بالفرض والتقدیر اگر روزہ عاشورہ یا روزہ یوم الاثنین
شکریہ تھا تو اقتدار رسول اسی امر کو مقتضی ہے کہ روزہ ہی رکھا جاوے نہ یہ کہ
آپکا مولود کیا جاوے اپنی جانب سے ایک نیا طریقہ نکال کے خوشی کرنا اور طریقہ رسول کو

چھوڑنا افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ کا مصداق بنناہے اتباع و محبت رسول اسیکا نام ہے کہ آپ روز دوشنبہ کو روزہ رکھتے تھے نہ یہ کہ مٹھائیاں اور ریا ولوگ قربانیاں اور میٹھائیان چکھین آس مجلس مولد سے آپکے فضائل کا نام ہی نام ہے ورنہ اصل مٹھائیوں سے کام ہے۔ دیکھو شاہ اربل جو اس مولد کا موجد ہے کتنا بڑا اہتمام کرتا تھا اور کیا کچھ خرچ کرتا تھا اس باعث سے لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے ابن وحیہ نے ایک رسالہ بھی مولود مین لکھکر پیش کیا اور اوسپر انعام پایا ❊

دعاوی مانعین

پہلا دعوی یہ ہے کہ خوشی کے دن اور تاریخ کا لحاظ ضرور چاہئے **دوسرا** دعوی یہ ہے کہ اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے پس ذکر رسول بھی عین ذکر خدا ہوا اور مولد شریف مین خدا اور خدا کے رسول کا ذکر ہوتا ہے پس مولد کیونکر نادرست ہوا اور کیونکر کنھیا کا جنم ہوا **تیسرا** دعوی یہ ہے کہ آیۃ واما بنعمۃ ربک فحدث سے مولود ثابت ہے **چوتھا** دعوی یہ ہے کہ حسان بن ثابت کو اپنے فضائل بیان کرنیکا حکم دیا ❊

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ تاریخ وغیرہ کا لحاظ جب صحیح ہوگا کہ اولا اعادہ شکریہ اور من شکریہ کے روز کا نظیر مین ثابت ہو شارع سے کہین اعادہ شکریہ نہین پایا جاتا عقیقہ کرنا آپکا بعد نبوۃ باوجود اسکے کہ آپکے جد عبد المطلب نے آپکے پیدایش کے ساتوین روز عقیقہ کیا تھا دلیل اعادہ شکریہ نہین ہے۔ دو وجہ سے ایک تو یہ کہ حدیث اعادہ عقیقہ جسکا لفظ یہ ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق نفسہ بعد النبوۃ مع انہ قد ورد ان جدہ عبد المطلب

عنہ فی سابع ولادتہ اخرجہ البیہقی عن انس باطل اور منکر ہے جیساکہ
نووی نے شرح مہذب مین بیان کیا ہے۔ اور حلبی نے اپنی سیرۃ مین امام
احمد سے نقل کیا ہے کہ انھون نے فرمایا ان ھذا الحدیث منکر۔ دوسرے
یہ کہ یہ حدیث صحیح بھی مان لیجاوے تو بھی اعادہ شکریہ نہین ثابت ہوتا ہے
اسواسطے کہ جائز ہے کہ حضرت نے فعل عبد المطلب کا بوجہ نہونے بطور
مشروع کے غیر معتبر سمجھکر اپنا عقیقہ خود کرلیا ہو اور اگر عبد المطلب کا
فعل معتبر بھی کرلیا جاوے تو بھی اعادہ شکریہ نہین ثابت ہوتا اعادہ شکریہ
کا تحقق جب ہے تو یہ مطلب ہے کہ ایک ہی شخص کا فعل دو دفعہ پایا جاوے
اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک ہی دفعہ اپنا عقیقہ کیا اور اگر یہ عقیقہ
اعادہ شکریہ ہوتا تو آپ ایک ہی بار اپنا عقیقہ کیون کرتے ہر سال کرتے اگر
آپ جب تاریخ اور دن کا لحاظ ضرور ہے تو چاہیے کہ جب بارہوین ربیع الاول
روز دوشنبہ کو پڑے تب مولود کرے۔ اگر بارہوین تاریخ کسی اور دن کو
پڑے تو نکرے۔ اس تقریر سے ہر ربیع الاول مین مولود کرنا حسب زعم
مولف ناجائز ٹھیرا کیونکہ توافق ان دونون امرونکا احیانا ہوگا نہ ہر سال اور
نیز سال توافق مین ایک ہی روز مولود کرنا ہوگا۔ حالانکہ عمل مولودیونکا اسکے
خلاف ہے۔ اور غالباً مولف کا بھی عمل اسکے خلاف ہوگا۔ مولف کی تقریر سے
بعض ہی کا مولود جائز ہوتا ہے الحمد للہ کہ این ہم غنیمت ست۔
دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ اگر ذکر رسول عین ذکر خدا علی الاطلاق ہے
تو جسطرح خدا کا نام ذبیحہ پر لیکر ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے اسیطرح

رسول کا نام لیکر ذبح کرنے سے بھی ذبیحہ حلال ہو جانا چاہیے واللازم باطل فالملزوم مثلہ۔ ذکر خدا و رسول من کل وجہ درست نہیں ہوا کرتا ہے ذکر وہی درست ہوا کرتا ہے جو بطور مشروع ہوا اور جو بطور مشروع نہ ہو وہ ممنوع ہے اسی لیے بعض اذکار کو جو بطور مشروع نہیں ہیں علماء نے ممنوع قرار دیا ہے دیکھو صلوۃ الرغائب وغیرہ کو یا وجود یکہ نماز تھا ہے۔ مگر علماؤں نے اوس پر حکم بدعت کا دیا۔ رد المحتار حاشیہ در مختار میں ہے و قد صرح بعض علمائنا و غیرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلاة مع ان المصافحة سنة وما ذاك الا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا الموضع فالمواظبة فيه توهم العوام بانها سنة ولذا منعوا عن الاجتماع لصلاة الرغائب التي احدثها بعض المتعبدين لانها لم تؤثر على هذه الكيفية في تلك الليالي المخصوصة وان كانت الصلاة خير موضوع انتهى والتفصيل في المدخل لابن الحاج الحنفی یہی احتفال اور اجتماع وغیرہ اس ذکر مانحن بصدده کو مانع ہے اگر ہر ذکر من کل وجہ درست ہوا کرے تو کسی بدعت کا ثبوت ہی نہ ہو اور حدیث کل بدعة ضلالة بیکار ہو جاوے تیسرے اور چوتھے دعوے کا بطلان تقاریر سابقہ سے واضح ہے حاجت تفصیل کی نہیں

وتاوری صفحات مختلف

صفحہ ۲ میں دعوی ہے کہ جس وقت ثویبہ لونڈی ابولہب نے ابولہب کو حضرت کی ولادت باسعادت کی خبر دی ابولہب نے آپ کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو

آزاد کر دیا اسیوجہ سے ابولہب کو دوشنبہ کے روز عذاب مین تخفیف ہوتی ہے پھر جب کافر جسکی برائی مین تبت یدا نازل ہوئی آپکی ولادت کی خوشی کرنے سے عذاب مین تخفیف ہوئی تو جو لوگ مسلمان ہین آنحضرت صلعم کی ولادت کی خوشی کرین تو کیونکر نہین موجب نجات عذاب جہنم ہوگا ❊ صہ ۴۵ کے حاشیہ پر یہ دعوی ہے کہ آنحضرت ؐ بہت آیات کے موافق اذن شفاعت پا چکے تھے ۔
صہ ۴۷ مین یہ دعوی ہے کہ سلسلہ تصوف حضرت علی رض سے ہے ❊

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ اصل قصہ ابولہب کا یون ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو حضرت ابن عباس رض نے ابولہب کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ اے ابولہب تیرا کیا حال گذرا اوس نے جواب دیا کہ جب دوشنبہ کی رات آتی ہے کسیقدر عذاب مین تخفیف ہو جاتی ہے اسلیے کہ مین نے اوس روز محمد کی خبر سنکر اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا ۔ اس قصہ سے مولد کا ثبوت غیر صحیح ہے اسلیے کہ یہ حضرت ابن عباس رض کا خواب ہے اور خواب سوا پیغمبر کے حجت نہین ہوتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ کافر کا کار خیر موجب تخفیف عذاب نہین ہوتا ہے بدلیل قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا پس یہ آیت اس قصہ کے مخالف ہوئی پس احتجاج اس قصہ سے ہباء منثورا ہو گیا ۔ تیسرے یہ کہ کافر کی خبر روایت مین نا معتبر ہوتی ہے اور یہ خبر ابولہب کافر قطعی جہنمی کی ہے ❊
دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ کن آیات سے آنحضرت صلعم شفاعت کا اذن پا چکے ہین ان آیات کو نقل فرمائیے کتاب و سنت سے شفاعت بالاذن

ثابت ہے الکی شفاعت کا وہی خدا تعالیٰ ہے قال اللہ تعالیٰ قل للہ الشفاعۃ
جمیعا آن اسمین کیا شک ہے کہ باب شفاعت آپ ہی سے مفتوح ہوگا شفاعت
بالاذن کی تقریر اس سے زیادہ عنقریب آتی ہے ✤ تیسرے دعویٰ
یہ بحث ہے کہ سلسلۂ تصوف جو حضرت علی رضہ سے بواسطہ حسن بصری چلا آتا ہے
اسکی اصل نہیں ہے اسلیے کہ حسن بصری کو حضرت علی سے لقا نہیں ہے جیسا کہ
عبارات ذیل سے واضح ہوتا ہے سیوطی نے گو ثبوت لقا میں زور دیا ہے
مگر صحیح مذہب عدم لقا ہے بالفرض اگر لقا مان بھی لیا جاوے تو بھی ثبوت
لقا دلیل خرقہ و سلسلۂ تصوف کی نہیں ہے خرقہ پہنانا حضرت علی رضہ کا حسن بصری کو
یا حضرت علی رضہ سے سلسلۂ تصوف جاری ہونا اسکی اسناد بحوالہ کتاب نقل ہونا چاہیے
قال مسلم بن الحجاج في مقدمۃ صحیحہ حدثنی حسن بن علی الحلوانی قال حدثنا
یزید بن ہارون قال انا ہمام قال دخل ابو داؤد الاعمی علی قتادۃ فلما قام
قالوا ان ہذا ایزعم انہ لقی ثمانیۃ عشر بدریا فقال قتادۃ ہذا کان
سائلا قبل الجارف لا یعرض لشیء من ہذا ولا یتکلم فیہ فواللہ ما حدثنا
الحسن عن بدری مشافہۃ ولا حدثنا سعید بن المسیب عن بدری
مشافہۃ الا عن سعد بن مالک انتہی۔ قال محی الدین ابن ابی زکریا النووی
فی شرح مقدمۃ صحیح مسلم المراد بہذا الکلام ابطال قول ابی داؤد الاعمی
ہذا وزعمہ انہ لقی ثمانیۃ عشر بدریا فقال قتادۃ الحسن البصری وسعید بن
المسیب اکبر من ابی داؤد الاعمی واجل واقدم سنا واکثر اعتناء بالحدیث
وملازمۃ اہل العلم والاجتہاد فی الاخذ عن الصحابۃ ومع ہذا کلہ ما حدثنا

واحد منهما عن بدری واحد فکیف یزعم ابو داؤد الاعمی انه لقی ثمانیة عشر بدریا هذا بهتان عظیم انتهی - قال الحافظ ابن الجوزی فی کتاب الموضوعات فی باب النهی عن الحجامة یوم السبت ویوم الاربعاء من ابواب کتاب الطب قال ابو حاتم بن حبان الحسن لم یشافه عمرو لا ابن عمرو لا ابا هریرة ولا سمرة ولا جابرا ولا بدریا الا عثمان بن عفان وعثمان بعد فی البدریین ولم یشهدها انتهی

قلت اذا ثبت بهذه العبارات ان الحسن لم یسمع من احد من بدریین فلم یثبت سماعه من علی فانه من البدریین اخرج البخاری عن ابی اسحٰق قال سال رجل البراء وانا اسمع قال اشهد علی بدرا قال بارز وظاهر حقا انتهی - قال الترمذی فی جامعه فی باب ما جاء فیمن لا یجب علیه الحد من ابواب الحد ولا نعرف للحسن سماعا من علی بن ابی طالب - وقال الحافظ شمس الدین السخاوی تلمیذ الحافظ ابن حجر العسقلانی فی المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة لبس الخرقة الصوفیة وکان الحسن البصری لبسها من علی قال ابن دحیة وابن الصلاح انه باطل - وکذا قال شیخنا انه لیس فی شیء من طرقها ما یثبت ولم یرد فی خبر صحیح ولا حسن ولا ضعیف ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم البس الخرقة علی الصورة المتعارفة بین الصوفیة لاحد من اصحابه ولا امر احدا من اصحابه بفعل ذلک فکلما یروی فی ذلک صریحا فباطل ثم ان من الکذب المفتری قول من قال ان علیا البس الخرقة الحسن البصری فان ائمة الحدیث لم یثبتوا للحسن من علی سماعا فضلا ان یلبسه الخرقة ولم ینفرد شیخنا بهذا بل سبقه الیه جماعة من الحفاظ کالدمیاطی والذهبی والهکاری

وابن حبان والآملائی والمغلطائی والعراقی وابن الملقن والانباسی والحافظ الحلبی وابن ناصر الدین انتہی قال علی القاری فی المصنوع فی الاحادیث الموضوع لیس الخرقۃ الصوفیۃ وکون الحسن البصری لبسها من علی اطبق المحدثون علی انہ لا اصل لہ وقال العلامۃ الناصری فی الایضاح واما طریقۃ الحسن البصری فی علماء المحدثین ینکرون سماعہ منہ وروایتہ عنہ لعدم اتصالہ وان کان ممکنا وقال ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ یقولون ان الحسن صحب علیا وھذا باطل باتفاق اہل المعرفۃ فانہم متفقون علی ان الحسن لم یجتمع بعلی وانما اخذ عن اصحاب علی عن الاحنف بن قیس بن عباد وغیرھما عن علی انتہی۔ مطاعن صفحات متشتتہ

ص۳۲ میں مولانا شہید پر یہ اعتراض ہے کہ انھوں نے تقویۃ الایمان میں لکھدیا کہ رسول اللہ تمام آدمیوں سے افضل ہیں کہ بڑے عقیل اور دانا تھے سچے اللہ کے بڑے عابد زاہد پرہیزگار سبحان اللہ کیا تعریف مجہول بالمجہول ہے کفار بھی تو آپکو امین کہتے تھے نصارا بھی تو آپکو بڑے عقیل گنتے ہیں۔ الی ان قال نعوذ باللہ من ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اسیقدر ٹھیرادی کہ بڑے عابد و زاہد سچے دیندار آدمی تھے۔ یہی کیوں نہ لکھدیا کہ بجمیع ملکت وبہوائے سلطنت جہاد ایجاد کیا کہ اپنے حال سے موافق پڑتا ÷ ص۳۵ میں یہ طعن ہے کہ قیامت میں تو آپ باعتقاد حضرات موحدین ایک احد من الناس سے ہوگئے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کے رو سے خداوند تعالی جسکو چاہے شفیع گردانے چاہے عبدالوہاب نجدی کی شفاعت کو مانئے یا مولوی اسمعیل صاحب سے جنہوں نے

خدا کی راہ میں جان دی الخ۔ ان مطاعن پر بحث

پہلے طعن پر یہ بحث ہے کہ مولانا شہید نے جب آنحضرت صلعم کو تمام آدمیوں سے افضل بتا دیا تو پھر کیا منظور ہے کیا آپکو خدا ٹھیرا دیا جاوے۔ یہ مولوی صاحب ناحق مولانا شہید پر اعتراض کرتے ہیں کیا کفار اور نصاریٰ بھی آپکو افضل الاناسی جانتے ہیں کیا آپ کی امانت داری اور عقلمندی سے انکار ہے جو اعتراض بیہودہ کیا جاتا ہے۔ کیا مخالفین نبی کے نزدیک جو تعریف مرکوز خاطر ہوا وس سے تعریف نہیں کرنا چاہئے۔ کیا اہل کتاب آپکو نبی اور رسول نہیں جانتے تھے ہاں جانتے تھے قال اللہ تعالیٰ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اور جب آپکو نبی جانتے تھے تو اب آپکو نبی کہنا بھی منع ہو جاویگا اسلئے کہ اہل کتاب بھی آپ کو نبی جانتے تھے آپکو افضل الناسی جاننا اور آپ کو نبی اور امانت دار اور عقیل کہنا اسیکا نام تعریف مجہول بالمجہول ہے استغفر اللہ ثم استغفر اللہ مولف رسالہ نے بھی آپکو فصیح اور زاہد وغیرہ کہا ہے فما ھو اعتراضک علیہ ھو اعتراضہ علیک مولف نے صریحاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کیوں نہ لکھدیا تا کہ اپنے عقیدہ سے بخوبی موافقت پڑجاتا اور نیز جنان اور لسان کا توافق بخوبی ہو جاتا واضح ہو کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی مدارج النبوۃ میں آنحضرت صلعم کی تعریف ان صفتوں سے کی ہے آپکی عقل کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ وصل در بیان عقل کامل و علم شامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق دانستہ شد از انچہ مذکور شد کہ اخلاق شریفہ نبوی کا اعظم و اتم و اکمل اخلاق ست و اصل و منبع و منشا مر آن عقل ست الخ صدق کی تعریف میں فرماتے ہیں عبد اللہ بن ابی الحمسا گفت خریدیم از آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پیش از بعثت چیزی وباقیماندہ مرا ورا چیزی از ثمن پس وعدہ
کردم آنحضرتؐ را کہ ہمی جا می آرم وفراموش کردم وبعد از سہ روز یاد آمد ناگاہ
می بینم کہ آنحضرتؐ ہمانجا نشستہ ست فرمود در مشقت انداختی تو مرا من ہمین جا ام
درین مدت سہ روز انتظار میبرم ترا روا داابوداؤد وہ آیین نہایت تواضع
وصبر وصدق وعدہ ست - آپکی امانت کی تعریف مین فرماتے ہین بود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امین ترین مردم واعدل واعطف واصدق کہ اعتراف میکردند
بدان دشمنان وبیگانگان وپیش از نبوت اورا محمد الامین نام میکردند - آپکے
زہد مین فرماتے ہین وصل در بیان زہد آنحضرتؐ احادیث واخبار در ذکر
این سیرت وصفت کمال آن در ذات کامل الصفات آنسرور بسیار ست الخ
آپ مولف صاحب پر لازم ہے کہ ان حضرت پر بھی اعتراض جمائین تمام کتب شیعہ
مین آپکی تعریف ان صفات سے موجود ہے ہم نہین سمجھتے کہ تعریف مجہول
بالمجہول کیسے ہوئی کیا آپ کی تعریف اسکے برعکس کرنے سے یہ اعتراض جاتا رہیگا
ناظرین انصاف کرینگے اس بیہودہ اعتراض کا کچھ ٹھکانا ہے - اصل یہ ہے کہ اہل
موالید آنحضرت مین درجہ الوہیت کا ثابت کرتے ہین اسلیئے ان صفات کو آپ
کے حق مین معیوب جانتے ہین - اور آپکو بڑے بھائی کہنے سے اسیوجہ
چڑتے ہین - ان مولودیونکا عقیدہ نصارا سے ملتا ہوا ہے - نصارا بھی حضرت
عیسٰی کو من وجہ انسان کہتے ہین ومن وجہ خدا نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ
المہلکۃ دوسرے طعن پر یہ بحث ہے کہ کیا موحدین آنحضرتؐ کی شفاعت سے
انکار کرتے ہین جو اعتراض مردود کیا جاتا ہے موحدین کا تو یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت

قیامت کے دن اول آپ ہی شفیع ہونگے آپ کے بعد آپ کی امت کے صلحاء
وشہداء ہونگے کیا شفاعت صلحاء وشہداء سے انکار ہے جو ناحق
بیہودہ طعن کے مرتکب بنتے ہیں اب چند عبارتیں شفاعت بالاذن میں منقول
ہوتی ہیں تفسیر معالم میں قل للہ الشفاعۃ جمیعا کے تحت میں ہے قال
مجاہد لا یشفع احد الا باذنہ ملا جلال دوانی شرح عقائد عضدیہ میں تحریر
فرماتے ہیں و الشفاعۃ لدفع العذاب و رفع الدرجات حق لمن اذن له
الرحمن من الانبیاء والمومنین بعضہم لبعض امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے
ہیں قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستاذن علی ربی فیؤذن لی قال القاضی عیاض معناہ فیؤذن
لی فی الشفاعۃ الموعود بہا امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں ام اتخذوا
من دون اللہ شفعاء ان فی یوم القیمۃ لا یملک احد شیئا فلا یقدر احد علی
الشفاعۃ الا باذن اللہ فیکون الشفیع فی الحقیقۃ هو اللہ الذی یاذن فی
تلک الساعۃ انتہی۔ علامہ ہاشم سندی حنفی فرائض الاسلام میں فرماتے ہیں
ان شفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء علیہم السلام
و شفاعۃ الاولیاء والعلماء والصلحاء بعد ان یاذن اللہ تعالی لہم حق
ہکذا فی غیرہا من المعتبرات ان عبارات سے واضح ہوا کہ شفاعت کا
حکم قیامت کے دن ہوگا اس دار دنیا میں کسیکو حکم شفاعت کا نہیں ہوا ہے

دعاوی مہجورہ

ص۶ میں روئے رسول خدا کو مظہر نور خدا لکھا ہے۔ ص۸ میں آپ کی صورت کو
آئینہ مظہر ذات الہی لکھا ہے۔ ص۹ میں آپ کی فصاحت کی تعریف میں

یہ لکھا ہے کہ کیونکر اونکی تعریف احاطہ امکان سے باہر ہو دوران حالیکہ قرآن شریف
کی ایک چھوٹی سی آیت کے مثل کوئی نہ لاسکا ۔ صـ ۱۹ مین لکھا ہے کہ نطفہ
مصطفویہ شب جمعہ کو عبد اللہ سے منتقل ہو کر آپ کی والدہ ماجدہ کو پہونچا
اسیواسطے امام احمد نے شب جمعہ کو شب قدر سے بہتر لکھا ہے ۔ صـ ۲۶ مین
اپنی مشکلون کی آسانی کو نام محمد سے آرزو کی ہے ۔ صـ ۲۷ مین آنحضرت کو
یا رسول اللہ کہا ہے اور آپ سے ہند سے مدینہ جانے کی مدد چاہی ہے اور
سوا اسکے اور بھی باتین اسکے مثل لکھی ہین ۔ صـ ۳۲ مین لکھا ہے کہ آنحضرت
کی دعا سے حضرت علی رض کے لئے آفتاب نے رجعت کی ۔ صـ ۳۴ مین مناجات
مین وسیلہ بحق نبی کیا ہے ٭

ان دعاوی پر بحث

صـ ۸ اور ۹ کے دعوے پر یہ بحث ہے کہ روح رسول کو مظہر نور خدا یا مظہر
ذات الٰہی کہنا نہین درست ہے اسکا بطلان ہماری تقاریر بالا سے ظاہر ہے
حاجت تفصیل نہین ٭ صـ ۸ کے دعوے پر یہ بحث ہے کہ آنحضرت صلعم کی نعت
کی تعریف مین جو عبارت لکھی ہے اوس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف
آنحضرت کا کلام ہے نعوذ باللہ منہ ٭ صـ ۱۹ کے دعوے پر یہ بحث ہے
کہ اس دعوے پر کہ امام احمد نے شب جمعہ کی فضیلت شب قدر پر اسلئے دی ہے
کہ اس شب کو نطفہ مصطفویہ قرار پایا دلیل درکار ہے ۔ بالفرض اگر کہا بھی ہو
تو یہ قیاس کہ اس شب استقرار مین عجائبات و غرائبات ہوگئے ہین لہذا شب قدر
سے افضل ہوگی یہ قیاس مستلزم افضلیت کو نہین ہے ۔ او تقتیکہ شارع سے

ثابت ہو قرآن پاک و حدیث شریف میں شب قدر کی افضلیت وارد ہے شب
استقرار نطفہ کی افضلیت نہیں آئی ہے اس دعوی کا بطلان عبارت طویلہ
حافظ ابن القیم سے (جو اوپر مذکور ہو چکی ہے) بخوبی واضح ہے اور نیز
جس شب کو نطفہ مصطفویہ کا قرار ہوا تھا اوسی شب کی فضیلت ہوگی اوسکی
نظیر کی فضیلت کیونکر ہوگی و من ادعی خلاف فعلیہ البرھان ٭ ص۲۶ کے
دعوے پر یہ بحث ہے کہ نام محمد سے اپنی مشکلوں کی آسانی چاہنا نہیں درست
ہے اس وسیلہ کے جواز پر دلیل چاہیئے ٭ ص۲۷ کے دعوے پر یہ بحث
ہے کہ یا رسول اللہ کہنا غیر موضع حکایت اور حالت غیبت میں نہیں درست
ہے اگر کوئی آپ کو حاضر و ناظر جانکر اس کلمہ کو کہے تو یہ کفر ہے اگر یہ نیت نہیں
ہے تو بدعت ہوگا کیونکہ صحابہ کرام وغیرہ سے اسطرح پر کہنا نہیں ثابت ہے اور
نیز اسمیں ایہام تشریک موجود ہے پس اسوجہ سے بھی کہنا نادرست ہوا
ہان آپ کے روضہ مبارک پر جاکر یا رسول اللہ یا محمد کہنا درست ہے ۔
اسیطرح محل حکایت میں ۔ باقی التحیات میں جو خطاب ایہا النبی موجود ہے پس
چونکہ یہ کلمہ شب معراج میں خطاب کے ساتھ تھا اسوجہ سے تغیر نہیں دیا گیا آنکو
اصل پر رکھا گیا ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رسالہ تحصیل البرکات فی بیان معنی التحیات
میں فرماتے ہیں اگر گویند کہ خطاب مر حاضر است و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین مقام حاضر
نیست پس توجیہ این خطاب چہ باشد جواب آنست کہ چون ورود این کلمہ در اصل در شب
معراج بصیغہ خطاب بود دیگر تغیر ش نداوند و بر ہمان اصل گذاشتند کما فی التفہیم انتہی
اسیطرح اور علماؤں نے بھی مثل قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہ کے یا رسول اللہ

یا محمد کہنے سے منع کیا ہے مولف صاحب غالباً حنفی ہونگے اسکا جواز کتب فقہ سے بیان فرمایا ہوتا
مدینہ جا نکلی بعد آنحضرت سے چاہنا شرک ظاہر و کفر باہر ہے تو فرمائیں کہ یا رسول اللہ ہے ۔ بمسئلہ ۱۳ کے
دعوی پر بحث ہے کہ یہ مسئلہ رد شمس طولیات الذیل ہے اگر اسکے بارہ میں اقوال نقل کئے جاویں تو رسالہ
بہت بڑھ جاویگا اگر اسکو ہم لا اصل لہ نہیں کہتے تو صحیح بھی نہیں کہ سکتے امام احمد وغیرہ نے اسکو لا اصل لہ
کہا ہے ۔ مسئلہ ۱۴ کے دعوی پر بحث ہے کہ وسیلہ بحق نبی یا بحق رسول نہیں درست ہے اسلئے
کہ اللہ پر کسی کا حق حقیقی نہیں ہے مجمع الانہر میں ہے (و) یکرہ (قولہ اسألک
بحق انبیائک و رسلک) او بحق البیت او بحق المشعر الحرام اذ لا حق لاحد علی اللہ
تعالی وانما یختص برحمتہ من یشاء من غیر وجوب علیہ درمختار میں ہے
وکرہ قولہ بحق رسلک وانبیائک و اولیائک و بحق البیت لانہ لا حق
للخلق علی الخالق ۔ عالمگیری میں ہے یکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان و کذا
بحق انبیائک و اولیائک او بحق رسلک او بحق البیت او المشعر الحرام لانہ لا حق
للخلق علی اللہ تعالی کذا فی التبیین اور مختار الفتاوی میں ہے یکرہ ان یقول
اعطنی بحق فلان کذا و بحق محمد لانہ لا حق لاحد علی اللہ تعالی اور فتاوی سراجیہ
میں ہے و یکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان او بحق رسلک و انبیائک انتہی ۔
ھکذا فی غیرہا من کتب الفقہ ۔ مولف رسالہ غالباً حنفی صاحب ہونگے پس اپنے
عبارات کو تسلیم کریں یا اسکا رد تحریر فرماویں ۔ ہاں یوں دعا کرنا کہ اے اللہ بوسیلہ
فلاں نبی و فلاں ولی میری حاجت کو پوری کر تو درست ہے ۔ ھذا آخر ما
اردنا فی الجواب بعون اللہ الملک الوہاب ثم الصلوۃ علی نبیہ نور الظلماء

وآلہ البررۃ الکرام ۔